

V11625

18-12-58

Title - DEEVAN GHALIB (1319 H).

Writer - Musattibis Asht Mehdi Talib.

Publisher - Agar Book Diba (Delhi).

Date - 1936

Pages - 72

Subjects - Ghalib - Davaiceen ; Davaiceen -
Ghalib .

11422

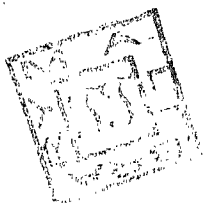
M.A. LIBRARY, A.M.U.

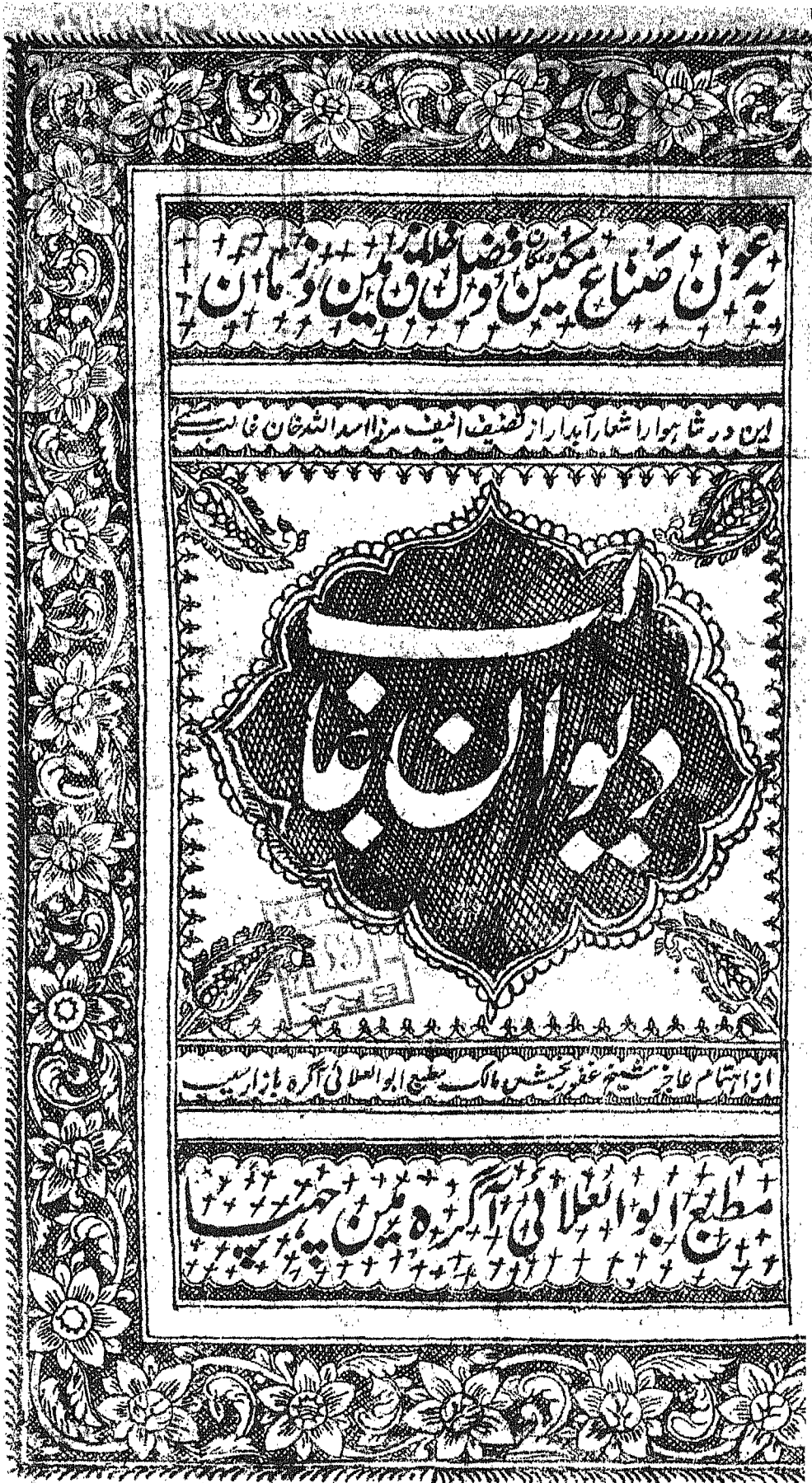


U11625

[Handwritten signature]

[Handwritten signature]





115

[illegible]

A97

27.9-4

غزلیات	
<p>کافندی پر پیرین ہر یکہ تصویر کا جھکنا شام کالانے جو دھنیر کا سینہ شمشیر سے باہر جو دم شمشیر کا درغا تھا تو اسے عالم تقریر کا</p>	<p>نقش فرمادی ہو کئی شوخی تحریر کا کاو کاو سخت چاہیہا تنہائی نہ پوچھ جذبہ اختیار شوق دیکھا جیسے آگہی دام شنیدن حقدار جیسے جیہا</p>
<p>بسکہ ہوں غائب اسیری میں ہی نش زریہا مہمانے آتش دیدہ و معلقہ میری زنجیر کا</p>	
<p>ہزار حق تھکے الماس زینان زخم جگر درد ہمارا کسا داند غمخوار جان ورد زندان</p>	
<p>سحر مگر تہنگی چشم حسرتہا ظاہر ہو اگر دماغ کا سر پایہ دود تہا جب تک کہ کھل گئی نزیان تہا نہ سود تہا لیکن یہی کہ رقت گیا اور بود تہا میں ورنہ نہ رہا بس میں ننگ جو د تہا</p>	<p>حرفیں اور کوئی نہ آیا بروئے کار شگفتگی و نقش سویدا کیا درست تنہا خواب میں خیال کو تجھسی معاملہ دیتا ہوں کتب نیم دل میں یقین سنوز ڈھانپنا کھنچ دماغ غیوب پر ہنسی</p>
<p>تیسرے بغیر مر شکا کوہ کن اسد سرگشتہ اخبار سوم و قبود تہا۔</p>	
<p>دل کہان کلمہ گم جو جسے مدعا پایا درد کی دو دیا پائی درد بے درد پایا آہ ز آتش دیکھی نہ نار سا سا پایا حسن کو قنائل میں جرات آؤ پایا خون کیا ہوا دیکھا کلمہ کیا ہوا پایا</p>	<p>مجھے ہونے کے ہم دل اگر پڑا پایا عشقے طبیعت و زینت کا قرا پایا دود و دشمنی اعتماد دل معلوم سادگی و ہر کاری خودی و دشنامی غنیمت پر رکھنا کھلنے آج منہ اپنا دل</p>

دیوان غالب

سید الفان ایاز

<p>کرو جو پر تو خوشید عالم شبنم کا میو بی برق خرمین کا پر تو گرم بقا مدار اب کہو دیر گھاس کے چمک رہا چراغ وہ ہو عین نیران گور غریبا دل افسردہ گویا چہرہ دیو سخی زندان کا کیا تو اے عین اگر مسماہی نہیں اٹکا فشارت سرکش آلودہ ہوتا تر و شریکا</p>	<p>کیا آئینہ خالی کا وہ نقشہ تیرے جلوہ نے میری تعبیر میں غمخیز کی صورت خیر کی او کا جو گہر میں ہر سو منہ وہی استغاث کر خوشی میں بہانہ خون گشتہ لاکھ آریز ہنوز اک پر تو نقش خیال یار باقی ہے بغلیں غیر کہ تیرے سوا کون کسین در نہ ہنرمیں مسموم کس کا لہو پانی ہوا ہو گا</p>	<p>نظر میں ہے چارے جاوہ راہ فنا غالب کہ بغیر ازہ سے عالم کے اجڑا ہے پریشا ہنر گاہک بیلان ماندگی سے ذوق کمر میرا محبت تھی چمن ہو لیکن اب یہ بیدار غمی ہے کہ سوچ پورا گھلے ناک میں آتا ہر دم میرا سرا یا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی بقدر ظن ہے ساقی خمار نشہ کامی بھی جو دریا کی ہی تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا</p>
<p>یاد رہے کہ محبت وہی ہے کہ خدا کا اک درپہرہ ہے کہ نہایت کی ہے کہ ہر وقت کی ہے کہ میں اور کہہ تیری شرہ ہاؤ دراز کا معتد ہوں ایک ہی نفس چاکد راز کا ہر گوشہ بسا ہے ہر نشیہ باز کا ناخن تو غرض کی گہم باز کا</p>	<p>مجرم نہیں ہے تو جو نواہا سے راز کا زرنگ شکستہ صبح بہار نظارہ ہے تو اور سوئے غیر نظر ہائے تیز تر ہر فرہ ہے ضبط آہ میں میرا و گرنہ میں پہن کہ خوش بادہ ہے شیشہ اچھل ہو کاوش کا دل کرے ہی وقفاں ہو ہنوز</p>	<p>یاد رہے کہ محبت وہی ہے کہ خدا کا اک درپہرہ ہے کہ نہایت کی ہے کہ ہر وقت کی ہے کہ میں اور کہہ تیری شرہ ہاؤ دراز کا معتد ہوں ایک ہی نفس چاکد راز کا ہر گوشہ بسا ہے ہر نشیہ باز کا ناخن تو غرض کی گہم باز کا</p>

<p>کیوں اندر میری شب بزم کو رینگا دیدہ اختر کھلا کیا جنون غریب میں خوش سو جاؤں کھلا</p>	<p>آج او دیر کو رینگا دیدہ اختر کھلا کیا جنون غریب میں خوش سو جاؤں کھلا</p>	<p>ایک ایک قطرہ کا پھر دیکھو یہاں خون جگر دیکھو یہاں</p>
<p>اوسکی امت میں ہوں میں کچھ نہیں کہوں گام بند واسنے جس شی کی غالب گنبد ہے در کھلا</p>	<p>اوسکی امت میں ہوں میں کچھ نہیں کہوں گام بند واسنے جس شی کی غالب گنبد ہے در کھلا</p>	<p>اب میں ہوں اور ایک شمع دار ہوں تو آؤ گے ایک شمع دار ہوں</p>
<p>شعلہ جواہر ایک حلقہ مگر اب تھا گر یہ بیان میں نہ لکھ سکتا تھا یہاں ہجوم اشک میں تازہ گلاب تھا یہاں روان شرکان چشم تر سی خون تھا وہاں وہ مرق ناز جلوس کچھ اب تھا جلوہ گل ان بساط صحبت احباب تھا میان زمین آسمان تک سو غنم کا تھا</p>	<p>شب کہ برق سوز دسی زہرہ ابراب تھا وہاں کریم کو عذر بارش تھا عین غلام دان خود آرمی کو تھا موتی پر کاخیلا جلوہ گل کے گیا تھا وہاں جریخ لہجہ یہاں پشور پشور بھابی سے تھا دیوار جو یہاں نفس کو تھا تہا رہش شمع تریم خودی فرشتہ ماعرش ان طوفان موج تھا</p>	<p>ایک ایک قطرہ کا پھر دیکھو یہاں خون جگر دیکھو یہاں</p>
<p>ناگہاں اس رنگ کو خورنا چھوٹا لگا دل کو ذوق کاوش ناخن سوز نہ تھا</p>	<p>ناگہاں اس رنگ کو خورنا چھوٹا لگا دل کو ذوق کاوش ناخن سوز نہ تھا</p>	<p>کچھ نہ تھا یہاں کچھ نہ تھا یہاں</p>
<p>تھا پند بزم وصل عیہ کو بیاب تھا خون لاشوں مگر ساز صدائے آب تھا پہلو اندیشہ دقت بستر سنجاب تھا فرہ ذرہ روکش خورشید عالم تاب تھا فلک تیرا ہی دل مہر و وفا کا باب تھا انتظار رسید میں اک دیدہ بیخواب تھا</p>	<p>نادر دل میں شب انداز تر نایاب تھا مقدمہ سہا سب دل کی نشا ط آشنگ ہے نازش ایام خاکستر نشینی کیا کہوں کچھ نہ کی اپنی جنون نارسا مد نہ یان آج کیوں پردا نہیں اپنی اسیر و نکستہ یاد کردہ دن کبھر اک حلقہ تیرے دام کا</p>	<p>کچھ نہ تھا یہاں کچھ نہ تھا یہاں</p>
<p>میں نے روکارت غالب کو گرنہ دیکھتے اُسکی سیل گریہ میں گزروں کھ سیدنا</p>	<p>میں نے روکارت غالب کو گرنہ دیکھتے اُسکی سیل گریہ میں گزروں کھ سیدنا</p>	<p>ایک ایک قطرہ کا پھر دیکھو یہاں خون جگر دیکھو یہاں</p>

دیوان غالب

جلوہ از یکہ تفاضل نگہ کرتا ہے عشرت قتل گدابل تمناست پوچھو ایکے خاکین ہم دواع تمنائی نشاط عشرت پادہ دل زخم تمنایا کی میرے قتل کے بعد اوسنی جھلے توہ	جوہر انکبہ بھی چاہیے ہر شرکان ہوتا عبید نظارہ ہے شمشیر کا عریان ہوتا قد ہو اور آپ بعد رنگ گلستان ہوتا لذت ریش جگر عرق نمکدان ہوتا ہائے اس دہ شیمان کا شیمان ہوتا
حیف اس چار گہ کی قسمت غالب جسکی قسمت میں ہو عاشق کا گریبان ہوتا	
نسب خلد شوق ساقی سخی اندازہ تھا یک قدم وحشت سے دوسرا فتر اسکان کبلا مانع وحشت خراہیہاے پیلے کون ہے پوچھو بہت رسوائی اندازہ متعاش حسن	تا عیط بادہ صورتحالہ خمیازہ تھا جادہ اجڑاے نو عالم دشت کاشیرازہ تھا خانہ مجنون جگر اگر دے دروازہ تھا دست مرہون خنار خنار ہر بن رہ تھا
فائدہ دل سے دے اور انی محبت دل سے یاد لگنا کہ اک دیوان جسے برا زہ تھا	
دوست پنجو امیں میرے ہی ترانے کیا بے نیاری حد کو گزربندہ درو کنگ حضرت صاحب گراہیں دیدہ دل خوش راہ آجہ خان تیغ کفن باندہ ہی ہو کھاتا ہونین گر کیا ناصح نے ہمو قید اچھا یوں ہے خانہ لادریں میں زنجیر سے پھا لنگو کیوں نہ	زخم کے چہرے لگانے حق دربر ہی لنگے کیا ہم کہیں کے حال دل اور آپ خزانہ کیا کوئی بھگتو یہ تو سمجھا وہ کہ سمجھا ہی گئے کیا عذر میرے قتل کرنے میں وہ الٹا ہو گیا یہہ جنوں عشق کے انداز جیٹا ہوا ہو گیا ابن گرفتار وہ فائدہ ان سے گہرا ہی گئے کیا
ہاں با من مومہ میں محمد عم اہلک است میں نے یہ مانا کہ دلعلمیں رعب کہا دین کی گیا	

جوہر انکبہ بھی چاہیے ہر شرکان ہوتا
 عبید نظارہ ہے شمشیر کا عریان ہوتا
 قد ہو اور آپ بعد رنگ گلستان ہوتا
 لذت ریش جگر عرق نمکدان ہوتا
 ہائے اس دہ شیمان کا شیمان ہوتا
 حیف اس چار گہ کی قسمت غالب
 جسکی قسمت میں ہو عاشق کا گریبان ہوتا
 نسب خلد شوق ساقی سخی اندازہ تھا
 یک قدم وحشت سے دوسرا فتر اسکان کبلا
 مانع وحشت خراہیہاے پیلے کون ہے
 پوچھو بہت رسوائی اندازہ متعاش حسن
 فائدہ دل سے دے اور انی محبت دل سے
 یاد لگنا کہ اک دیوان جسے برا زہ تھا
 دوست پنجو امیں میرے ہی ترانے کیا
 بے نیاری حد کو گزربندہ درو کنگ
 حضرت صاحب گراہیں دیدہ دل خوش راہ
 آجہ خان تیغ کفن باندہ ہی ہو کھاتا ہونین
 گر کیا ناصح نے ہمو قید اچھا یوں ہے
 خانہ لادریں میں زنجیر سے پھا لنگو کیوں نہ
 ہاں با من مومہ میں محمد عم اہلک است
 میں نے یہ مانا کہ دلعلمیں رعب کہا دین کی گیا

تمنا نذر بان نحو سپاس نبرانی ہے
وہی ایک بات ہو جریان نفس و انکس گل
وہاں ہر بیت بیغازہ جو بخیر رسوائی

مثلاً جس نے تو تھا ضا شکوہ بیدت و پائیکا
چہرہ کا جلوہ باعث میر رنگین نوائی کا
علاقم تک بیوفایر سے ندری بیوفائی کا

نہ وہ نامی کو آتا طول غالب مختصر لکھ دے
کہ حسرت پنج بیون عرض سمتہائے حدائیکہ

گر نہ اندو شب قرت بیان ہو جا
زیرہ گریسا ہی شام میریں ہو جا
لو تو لون شو میں اس کے پاؤں کلاسیگر
الکرم صرف وفا سمجھے تو کیا معلوم تھا
سب دلیپ جگہ تیرے جو تو راضی ہو
گر نگاہ کرم فرماتے رہے تعلیم خدا
باغیں جگہ نہ لیجا ورنہ میرے حال پر
وہ گریہ میرا ترا انصاف محشر میں نہ

فائدہ کیا سوچ آخر تو یہی فتنہ ہے اس کے
دوستی نہ ادا ان کی عرجی کاریاں سو جائیگا

<p>درست کش دو آنه هوا جمع کرتے ہو کیوں رقیب کو ہم کہاں قسمت از ما لڑ جائیں کتنے شیریں میں تیرے قریب پیخبر گرم آئے آئے کی کیا وہ نود کی ملائی تھی</p>	<p>میں نہ اچھا ہوا بُرا نہ ہوا اک نمائش ہو اگل نہ ہوا تو ہی جیب خنجر از ما نہ ہوا گایان کجا میزبان نہ ہوا آج ہی گھر میں رہی نہ ہوا ننگ میں سراپا نہ ہوا</p>
---	--

جان دوستی بی بی ادیبی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق روانہ ہوا
ز جگر دایہ سحرانی ہے
زہنی ہے کہ روانہ ہوا
بلکہ دل سرگ کہتے ہیں
لکھتے تو ہیں سحرانہ ہوا
آج غالب غزل پہنکی جا کا
شوق کو دیکھیں یہی سحرانہ ہوا
گر گریہ روانہ ہو اپنا

۹
بیم جانیت یون کہ تو اویلا اضطرار دیا کا
مگر اسے زدہ یون ذوق غائب فرما کر
دوام خلقت غلط ہو گیا اگر کسی
عالم فراق میں تھکے ہیں عیش دنیا کا
نہیں مانگتے ہیں خستہ ہائے اندو
ش مند و محرومی حسن کو ترستا یوں
کہ سب سے بڑی سوگند چیز دنیا کا

<p>ہمیں جہان کہاں جس کے تقاضا کا سیری نگاہ میں ہر جمع و خرچ دریا کا</p>	<p>اوسکو تو پہاڑ ہی تازہ وادہ دیکھتے لکھتے کہ گریہ بمقدار حسرت دل ہے</p>	<p>یہاں دیوان غزلوں کا ہمیں دیکھتے ہیں تو ان کے دہم ایک بات کہتا کہ یوں ہوتا تو کبھی ہوتا یہاں جادہ ہی فیکہ وادہ کے دل کا کبھی کسی سے طاقت آشوب آگاہی یہاں سے کار و بار میں خندہ ماہ و گل</p>
<p>فلک کو دیکھتے کرتا ہوں اوسکو یاد اسد جفا میں اوسکی ہر انداز کار فرما کا</p>	<p>خط جام می سرا سر رشتہ گو ہر ہوا غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا جھجہ پر ہوا</p>	<p>۱۰</p>
<p>جہاں بقیہ سحر بار ہو محل ماند اہل تنہا نے جیرنگہ شوخی ناز جو ہر آئینہ کو طوطی بسمل ماند عجز جہت نے طلسم دل سائل ماند</p>	<p>خطرہ می بسکے حیرت سہ نفس پر ہوا اعتبار عشق کی خاتہ خراہی دیکھنا مطلع</p>	<p>یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا</p>
<p>نہ ہر ہمتی تنگی ذوق کی مضمون غالب گر جب دل کھول کے دریا کو بھی ساحل ماند</p>	<p>میں اور نرم می سے یوں تشنہ کام آون ہر ایک تیر جسمیں جہ و فون چہ پیر و ہون</p>	<p>یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا</p>
<p>در ماندگی میں غالب کچھ بن ٹرے تو جانوں جب رشتہ بے گرہ تہا ناخن گرہ کشا تہا</p>	<p>بھر کر بحر نہ ہوتا تو سیا بان ہوتا کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پیریشان ہوتا</p>	<p>یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا</p>
<p>بعد یک عمر و رعب بار تو دنیا بادی کاش روضان ہی دریا کا دریاں ہوتا</p>	<p>بہدیک عمر و رعب بار تو دنیا بادی کاش روضان ہی دریا کا دریاں ہوتا</p>	<p>یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا</p>
<p>ڈوبیا جھکو ہوئے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا</p>	<p>ڈوبیا جھکو ہوئے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا</p>	<p>یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا یہاں سے جاکو عشق خلل ہو داغ کا</p>

دیوان غالب

وہ میرے چہرے میں غم نہ پھان سمجھا	راز مکتوب پہ پیر بطی عنوان سمجھا
یک لاف بیش نہیں حقیقت آئینہ ہنوز	چاک کرتا ہوں میں جیسے کہ گریبا سمجھا
شرح اسباب اگر قناری خاطر مت پوچھ	استعد تنگ ہوں کہ میں نذران سمجھا
بدگمانی نے نہ چاہا اسے سرگرم خرام	رہتے ہر قطرہ عرق دیدہ حیران سمجھا
عجز سے اپنے یا جاناکہ وہ بد خو ہو گا	نہضتے تپش شعلہ سوزان سمجھا
سفر عشق میں کی ضعف راحت طلبی	پہ قدم سایہ کو میں اپنے ثبوتان سمجھا
تھا گریزان مژدہ یار سے دل تا دم مرگ	دفع ہیکان قضا استعد آسان سمجھا
دل دیا جان کے کیوں اوسکو دوا دار اسد	
غلطی یہ کی کہ جو کافر کو مسلمان سمجھا	
پہر مجھے دیدہ تر یاد آیا	دل جگر تہ فریاد آیا
دم لیا ہتا نہ قیامت کی ہنوز	پہر ترا دقت سفر یاد آیا
ساو گیا ہے تم سے لینے	پہر وہ تنگ نظر یاد آیا
عذر و اندگی اسے حشر دل	ناکہ نہ تھا جگہ یاد آیا
زندگی یوں ہی گزری جاتی	کیوں تیرا راہ گزری یاد آیا
کیا ہی رضوان لڑائی ہو گی	کہ تیرا خلد میں گری یاد آیا
آہ وہ جرات فرما د کہان	دل ستونگ کے جگہ یاد آیا
پہر تیرے کو یہ کو جانا ہی خیال	دل گم گشتہ مگر یاد آیا
کوئی دیرانہ سے دیرانی ہے	دشت کو دیکھ گری یاد آیا
میں نے مجھوں پہ لڑکپن میں اسد	
سنگ اوٹھایا نہ کہ میر یاد آیا	
یوں تاخیر گر کچھ باعث تاخیر ہی ہوتا	آپ نے تو گھر میں گری ہی ہوتا

ویوان خالپ

فزہ زورہ ساغر مہینا نہ تیرنگ ہے
 شوق ہے سلمان طراز نازن اربابِ سخن
 شکوہ سنج رشک ہمد گہ نہ رہنا چاہئے
 میں چراغِ آفت کا مگر اوہ دلِ حسی کہ
 کوہ کن نقاش یک تختا شیریں نہا
 ذکر اس پری دانش کا اور پریانِ دنیا
 ہے وہ کیوں بہت پیستے نرمِ غیر میں بار
 شطربک بندی پر اور ہم نہا سکتے
 دے وہ جقدر دولت ہم، شیشیں نہا
 درِ دل لکھوں کہ تنگ دُن اور نہ کہ
 کہتے کہتے مٹ جاتا ہے عبتِ بلا
 تارکے نہ غمازی کر لیاے دشمن کو

گردش مجنون بدست گشتی لیل آشتنا
فرد صحرادستگاه و قطره دریا آشتنا
سیراز انونوس اور آئینه تیسرا آشتنا
عاقبت کا دشمن ابرو آدرگی کا آشتنا
سنگ سیو سربار کر مجو و نپیدا آشتنا
بنگیا رقیب خرتیا جور از دان آشتنا
اج ہی منظر طوا و کمکو امتحان آشتنا
عرش سے ادھر پہرے کا شش مکان آشتنا
بارے آشنا نکلا او کا پاسیان آشتنا
انگلیان فگار اپنے خاموش چکان آشتنا
تنگ سیو میرے سنگ آستان آشتنا
روست کی شکایت میں ہجران آشتنا

ہم کہاں کے دام تھے کس سیر میں تھکتا

بے سب ہو غالب دشمن آسمان این

سرمد مفت لفظ مہربان سحر قیمت ہے

و حضرت زانہ بھی دے کہ منہ و اہلکم

تیرے چہرہ سے ہو طاسر غم پنہان میرا

خاص ہرچیز تازہ خود آ رہے ہیں بیان
بزم قدح سے عیش گنتا رہ کہہ کہ رنگ
رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
منزل کو کس انتہا سے جانا ملین کہ ہر

جان در پہاڑ ایک سنگا کہہ کر
 پودانہ سے دیکھیں ترے دادخواہ کا
 چہرے باز آئے یہ یاد آستیا
 کہتے ہیں مجھ کو نہ رات آستیا
 رات دن گزرتی ہے یہیں
 ہو سکا کہ نہ کہہ سکیں یہیں
 لاگ ہو تو اسکو مار کر کہیں

14

ہاؤسے نامہ پر سن پتہ ساتھ
 یاد رہے اپنے خلو کو پہنچائیں کیا
 سچ خون سے گزرتے کیوں کیا
 آستان پیار سے ادھرتے جانیں کیا
 پوچھتے ہیں وہ غالب کیوں کیا
 کوئی بتلاؤ کہ ہم چھٹائیں کیا
 عمر بھر دیکھا کیا حیرت کی کیا
 عمر کے پیر دیکھو دیکھائیں کیا
 لقاقت بے کثافت چلو یہ راہ کیا
 چمن تازہ کو ہے آفت باد ہوا کیا

دیوان غالب

<p>سہاگر کوئی تاقیامت سلامت جگر کو میری عشق خوش بہ نظر علی الرغم دشمن شہید و فاجو نہیں گر سر دیگر اوارک معفو</p>	<p>پہر ایک روز مرا ہر حضرت سلامت لکھے ہے خداوند نعمت سلامت مبارک مبارک سلامت سلامت تماشا ہے تیرنگ صورت سلامت</p>
<p>مذ گنیں کہو لئے کہو لئے آنکھیں غلب لایا لائے میرے یالین پیو سی پرقت</p>	
<p>آمد خط سحر ہوا ہر سرو جو بازار دوست ایدل تا عاقبت اندیش ضبط شوق کر خانہ ویران سازی حیرت تماشہ کبھی عشق میں پیدا در شک غیر ز بارانج چشم مار و شن کہ اسن بید رو کار شا غیر یون کرتا ہو میری پرستش او کو بھر تا کہ میں جانوں کہ ہوا اسکی برائی ان جیکہ میں کرتا ہوں ایسا شکوہ ضعف مانع چکے چکے چکے رو دیکھہ پاتا ہے اگر جہر پانی ہاے دشمن کی شکایت کبھی</p>	<p>دود شمع کشتہ تہاشا یہ خطر خارا دوست کون لاسکتا ہوتا ب جلوہ دیدار دوست صورت نقش قدم ہوں رفتہ رفتار دوست کشتہ دشمن ہوں آخر گرچہ تہا یا دوست ویدہ پیر خون ہمارا ساگر سرشار دوست تو لکھت دوست جو سیکو کوئی محمود دوست تجکد تیا ہر پیام وعدہ دیدار دوست سر کر کو ہر وہ حدیث زلف غنیمت دوست ہنسکے کرتا ہر بیان شوخی رفتار دوست بیان کہیے پاس لذت آزار دوست</p>
<p>یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہو اب ہے ردیف شعر میں غالب ز بس تکرار دوست</p>	
<p>باب الجیم</p>	
<p>گلشن میں بندوبست تیرنگ و گر ہر آج</p>	<p>قمر کا طوق حلقہ بیرون در ہر آج</p>

فغان گستاخ
رتا ہے ایک پارہ دل ہر گرج
سکتا شکارا نہیں ہے
تیرا رفتہ سنا رہ کر ایسا کام حل
اسے عاقبت سے دیوار دیوار ہے
یہاں گھر دیوار دیوار ہے
موجھ میں عشق سے بیجا وار دیوار
اچھا اگر نہ ہو تو میجا کا کیا علاج

باب الجیم فارسی

۱۵

غزل نازمیں آرزو ہر بام کبھی
اگر شراب نہیں انتظار ہے کبھی
کمال گری سخی تلاش یہ ہے کبھی
برنگ خادیم و ایلنے کو ہم کبھی
یہاں نہ زحمت و انتظار و دل
کیا ہو کشتہ ارہ کہ ناز بستر پیار کبھی
یہی طرف ہو حشر و نظارہ کبھی
کھویر یال و چشم رقیب سا کبھی
نہیں غم ادا کر دنا حق و دوست کبھی
بنام پروردہ تو تم جگر سے کبھی

دیوان غالب

مرے قلعہ میں ہر صبا آتش میناں
بروئے سفر کہ بائیں سمندر کہینچ

باب الدال

حسن غنیمت کی کشاکش سی جیسا میرے بعد
 منصبی کی کوئی قابل نہ رہا
 شمع بجھتی ہے تو اس میں دیوانہ پن
 خوں کے دل خاک میں احوال تیرے یعنی
 درخور عرض نہیں جو ہر پیرا کو جا
 ہی جنوں اہل جنوں کیلئے آغوشِ دلع
 کوئی موتا حریف می مرد انگن عشق
 غم سے مرنا ہوں کہ اتنا نہیں دنیا میں کوئی
 آئی ہے بے کسی عشق یہ رونا غالب

باب المراء

بلا سے میں جو پیش نظر درو دیوار
 دفورائے کاشانہ کا کیا یہ رنگ
 نہیں ہے کہ سایہ کہ تنگہ نوید مقدم یار
 ہوئی ہے کس قدر از رازی مئی جلوہ
 جو ہے تجھے سر سودا ئی انتظار تو آ
 وہ آ رہا میرے ہمسایہ میں تو رسائی سے
 بچو مگر یہ کاسا مان کسب کیا میں نے
 نظر میں کھٹکے ہو جن تیرے گہری آباد کم

[illegible]

ایسا کہ کوئی نام نہ نہ
 سے کہ نہیں ہے ہر گز
 جی میں ہے نہ میں نہ کام
 کہانے بارے میں نہ کام
 سے نہ غور نہ نہ
 مقصد نہ نہ نہ نہ
 جان نہ نہ نہ نہ نہ
 چہ چہ نہ نہ نہ نہ نہ
 چہ چہ نہ نہ نہ نہ نہ
 چہ چہ نہ نہ نہ نہ نہ
 چہ چہ نہ نہ نہ نہ نہ

دیوان غالب

مبانی

<p>سختنا زمین ہوں بات کہہ کر بغیر</p>	<p>سیرا ہو نہیں تیج چاہئے دونا ہوا اتفاق</p>
<p>غالب نہ کر حضور میں تو بار بار عرض</p>	<p>ظاہر ہے تیرا حال سب او تیر کو بغیر</p>
<p>جلتا ہوں اپنی طاقت دیدار دیکھ کر سرگرم ناہا شہر بار دیکھ کر رگتا ہوں تلو کو سبب ناز دیکھ کر مڑتا ہوں اوج کو ہاتھ میں تو دیکھ کر لڑتے ہر موج میں تیری رفتار دیکھ کر ہلکے حریص لذت آوار دیکھ کر لیکن عیار طبع حسد پرار دیکھ کر رہا ہر چہ ہے راہ کو ہموار دیکھ کر جی خوش ہوا راہ کو پر خار دیکھ کر طوطی کا عکس سجھوے زنگار دیکھ کر دیشہ زمین بادہ طرف قدح خوار دیکھ کر</p>	<p>کیوں جلکا نہ تاب رخ یار دیکھ کر آتش پرست کہ تو میں ابنِ جانِ نچو کیا ابرو نے عشق جہان عام ہو چکا اتھ ہے پیر قتل کو یہ جو شہر شکستہ ثابت ہوا گورن مینا پہ خونِ خلق وا حسرتا کہ یار کی چھینچھین سے بکلی تو میں ہم آپ متاعِ سخنکے ساتھ زنا باندہ سجھوے دہ توڑ ڈال ان ابھوں پانوں کے گہیرا گیا تھامین کیا بگناہ سجھوے کہ آئینہ میں میر سے گرتی تھی ہم پر تیری بجلی تھام پر</p>
<p>سیر پر نازہ غالب شوریدہ حال پر</p>	<p>باد دیکھا مجھے تیری دیوار دیکھ کر</p>
<p>میں ہوں وہ قطرہ شبنم کہ ہوا یا پیر سفیدی دیدہ یعقوب کی پرتی خورنا پیر کہ جنوں تلامذہ لکھتا تھا دیوار ستا پیر ہم گم مسلح کرتے یار ہائے دل ٹکدا پیر کہ شبنم شبنم کی چوہو کو نہر عشوان پیر</p>	<p>رہتا ہے میرا دل زخمیت ہر رخشا پیر نچوڑی حضرت یوسف کیلن بھی نہ رات پیر نہ تعلیم و نہ بخود دی ہوں آؤش پیر فرخت کہ قدر ہستو مجھ تشویش ہر دم سے غیرین اقلہ الفتنہ میں کوئی طرانا پیر</p>

میں ہوں وہ قطرہ شبنم کہ ہوا یا پیر
سفیدی دیدہ یعقوب کی پرتی خورنا پیر
کہ جنوں تلامذہ لکھتا تھا دیوار ستا پیر
ہم گم مسلح کرتے یار ہائے دل ٹکدا پیر
کہ شبنم شبنم کی چوہو کو نہر عشوان پیر

<p>جلاد کو لیکن وہ ہو جاتیں کہ ہاں اور سیر روز دکھانا ہوں میں اکراغ نہاں اور کرتا جو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور رکھتی ہے میری طرح تو ہوتی ہو روان اور</p>	<p>مرتا ہوں اس آواز پر ہر چند سر اور جاکے لوگوں کو ہر خوشیہ جیسا تب کا وہ ہو کا لیتا نہ اگر دل نہیں کوئی دم چین پاتی نہیں جب راہ تو چڑھ جاتی ہر ناہ</p>	<p>یہ ان کا قلب جو ان ہمایاں غالب کے ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور کرتا جو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور رکھتی ہے میری طرح تو ہوتی ہو روان اور مرتا ہوں اس آواز پر ہر چند سر اور جاکے لوگوں کو ہر خوشیہ جیسا تب کا وہ ہو کا لیتا نہ اگر دل نہیں کوئی دم چین پاتی نہیں جب راہ تو چڑھ جاتی ہر ناہ</p>
<p>ہمیں اور بھی دنیا میں سخنو بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہر انداز بیان اور</p>	<p>ہمیں اور بھی دنیا میں سخنو بہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہر انداز بیان اور</p>	<p>یہ ان کا قلب جو ان ہمایاں غالب کے ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور کرتا جو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور رکھتی ہے میری طرح تو ہوتی ہو روان اور مرتا ہوں اس آواز پر ہر چند سر اور جاکے لوگوں کو ہر خوشیہ جیسا تب کا وہ ہو کا لیتا نہ اگر دل نہیں کوئی دم چین پاتی نہیں جب راہ تو چڑھ جاتی ہر ناہ</p>
<p>صفائی حیرت آئینہ ہر سامان رنگ آخر نکی سامان عیش و جاہ و تدبیر و حشر کی ہو اجام زمر و بھی مجھ و داغ پنگ آخر</p>	<p>صفائی حیرت آئینہ ہر سامان رنگ آخر نکی سامان عیش و جاہ و تدبیر و حشر کی ہو اجام زمر و بھی مجھ و داغ پنگ آخر</p>	<p>یہ ان کا قلب جو ان ہمایاں غالب کے ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور کرتا جو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور رکھتی ہے میری طرح تو ہوتی ہو روان اور مرتا ہوں اس آواز پر ہر چند سر اور جاکے لوگوں کو ہر خوشیہ جیسا تب کا وہ ہو کا لیتا نہ اگر دل نہیں کوئی دم چین پاتی نہیں جب راہ تو چڑھ جاتی ہر ناہ</p>
<p>گریبان چاک کا حق ہو گیا ہو میری گونہ ہزار آئینہ دل و نام نہی ہو بل یک تپید شیر منزل بردہ کو بھی ہو دلہن قرض رہن پر منزل جبر و تہمت نگہ کی چشم روزن پر قزوع طالع خاشاک ہو موقوف گلشن پر کہ مشق ناز کو خون دہ عالم گیر گون پر</p>	<p>جنون کی شگیری کہتے ہو گونہ میری گونہ بزرگ کا غدا آتش زدہ نیرنگ بیتیابی فلک ہو ملک و عیش رفتہ کا کیا کیا تفاضلو ہم اور وہ بے سبب بچ آتش دشمن کہ کہتا ہے فتا کو سوپ کر شاق ہو اپنی حقیقت کا اسد بسمل ہو کس انداز کا قاتل ہو کہتا ہے</p>	<p>یہ ان کا قلب جو ان ہمایاں غالب کے ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور کرتا جو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور رکھتی ہے میری طرح تو ہوتی ہو روان اور مرتا ہوں اس آواز پر ہر چند سر اور جاکے لوگوں کو ہر خوشیہ جیسا تب کا وہ ہو کا لیتا نہ اگر دل نہیں کوئی دم چین پاتی نہیں جب راہ تو چڑھ جاتی ہر ناہ</p>
<p>شکست مصلحت ہو ہوں کہ خوبان تجھے عشق میں تکلف بر طرف مجاہد گاتجسار قیب آخر</p>	<p>شکست مصلحت ہو ہوں کہ خوبان تجھے عشق میں تکلف بر طرف مجاہد گاتجسار قیب آخر</p>	<p>یہ ان کا قلب جو ان ہمایاں غالب کے ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور کرتا جو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور رکھتی ہے میری طرح تو ہوتی ہو روان اور مرتا ہوں اس آواز پر ہر چند سر اور جاکے لوگوں کو ہر خوشیہ جیسا تب کا وہ ہو کا لیتا نہ اگر دل نہیں کوئی دم چین پاتی نہیں جب راہ تو چڑھ جاتی ہر ناہ</p>
<p>تنبہ گئے کیوں اب رہتے تھے کوئی دن اور ہوں در پہ ترے تاصح کو سار کوئی دن اور مانا کہ ہمیشہ نہیں اچھا کوئی دن اور کیا خوب قیامت کا ہو گویا کوئی دن اور</p>	<p>لازم تھا کہ دیکھو میرا نہ کوئی دن اور مٹ جائیگا مگر تیرا تیر نہ گیسے گا آئے ہو گل در آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں جاتے ہو کہتے ہو کہ قیامت کو میرے</p>	<p>یہ ان کا قلب جو ان ہمایاں غالب کے ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور ہر ایک ہوش و نام کوئی روان اور کرتا جو نہ مرنے کوئی دن آہ و فغان اور رکھتی ہے میری طرح تو ہوتی ہو روان اور مرتا ہوں اس آواز پر ہر چند سر اور جاکے لوگوں کو ہر خوشیہ جیسا تب کا وہ ہو کا لیتا نہ اگر دل نہیں کوئی دم چین پاتی نہیں جب راہ تو چڑھ جاتی ہر ناہ</p>

<p>خیا نہ کنجی ہی بت سید اذوق ہنوز و عاقبول ہو یا رب کہ عمر خضر دراز ہنوز تیرے تصور میں میں نشیب فرار کہ دیکھے آئینہ انتظار کو چرواز گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوہ ناز</p>	<p>میخانہ جگمگ میں بیان خاک ہی نہیں حریف مطلب مشکل نہیں فسوں نیاز ہنوز ہر ذہ بیابان آورد ہم وجود وصال جلوہ تماشا ہی پر دلی کنیان ہر اکثر رہ عاشق ہے آفتاب پرست</p>
<p>نہ پوچھو سہم میخانہ جنون غالب جہان یہ کاسید گردوں ایک خاک انداز</p>	
<p>گدے سے ہے آباد یا ابر گہر باد ہنوز نقش پامین ہے شب گرمی رفتار ہنوز کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز سے تیرے تیر کا پیرگان عزیز</p>	<p>و سہم سہمی کرم دیکھ کہ سرتاسر خاک یک قلم کاغذ آتش زدہ ہے صفحہ دشت کہ نہ کراؤں شب سے رکھوں جان عزیز و لے دکھلائیہ نکلا دل سے</p>
<p>تاب لاتی ہے بیگی غالب واقہ سخت ہے اور جان عزیز</p>	
<p>میں ہوں اپنے شکست کی آواز میں اور اندیشہاے دور دراز ہم میں اور راز ہائے سینہ گداز ور نہ باقی ہے طاقت پرواز ناز کہنچوں بجائے حسرت ناز جس سے شر گان ہوئی ہنوز گلہ باز سے تیرا ظلم سر بسر انداز ریز نش سجدہ حبس نیاز</p>	<p>نہ گل نغمہ ہوں نہ پردہ ساز تو اور آرایش خم کا کل لاف نگین فریب سادہ دلی ہوں گرفتار الفت صبا و وہ بھی دن ہو کہ اُس شکر سے نہیں دلیں میرے وہ قطرہ خون اسے تیرا غمزہ یک قلم انگیز تو سو جادہ کر مسبارک ہو</p>

یہ دیوان غالب کا ہے جس میں غزل، مثنوی، قطعات اور نظمیں شامل ہیں۔ یہ غالب کی سب سے زیادہ مشہور کتاب ہے۔

14

<p>یہ ہوتا ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس</p>	<p>مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے</p>	<p>دیوان غالب کا ایک شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>باب شہین</p>	<p>باب شہین</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>کہا ہے خانہ نمینہ میں نے دو گار آتش</p>	<p>نہ کیو گر حسن جو طراوت سیرہ خط سے</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>نہ نکلی شعلہ کی پاسی لگا کر نہ خار آتش</p>	<p>خروج حسن سے ہوتی ہو حل شکل عاشق</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>باب عین مہملہ</p>	<p>باب عین مہملہ</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>جاوہ رہ خور کو وقت شام ہو تار شمع</p>	<p>چہرے ادھر تہا ہے ماہ کو آغوش آغ</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>ہوئی ہر آتش گل آب زندگانی شمع یہ بات تیرم میں روشن ہوئی زبانی شمع بطر اہل فنا ہے فساد خوانی شمع تیر کر لرز دے قاسم ہے نا توانی شمع جلوہ ریزی بادہ ہے پریشانی شمع اشتعلی ہے شہید گل خزانہ شمع نہ کیوں ہر پیر کو داغ بدگمانی شمع</p>	<p>ترج نگار ہو سوز جاوہ دانی شمع زبان اہل زبان ہیں مرگ خاموشی کر کے ہر صفت یا عیاں شعلہ قصہ تمام غم اسکو حسرت پروانہ کا ہے او شعلہ تیرے خیال سے روح اخترا کر تی ہے نشاد داغ غم عشق کی ہمار نہ پوچھ علی ہے دیکھ کے بالین یا پر پر محکو</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>باب الفاء</p>	<p>باب الفاء</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>مجھ پر یان ملک ہوئی اور اختیار حیف</p>	<p>ہم رقیب نہیں کرتے ودع ہوش</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>اور نہ تامل نفس شعلہ بار حیف</p>	<p>جلت ہے دل کہ کیوں ہم اکبار جلگئے</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>باب کاف تازی</p>	<p>باب کاف تازی</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>
<p>کیا مڑتا اگر تیر میں ہی ہوتا نمک ورنہ ہوتا ہو چہاں میں بس قدر پیدائش نہ بے لعل کا در داغ خندہ گل کا نمک</p>	<p>زخم ہر چہ کہیں کہاں غلامان پرور گرد راہ یار ہے سداں ناز زخم دل محکو انداز الی رہی تجھ کو مبارک ہو چو بیو</p>	<p>یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے کہ اگر تیری دیوان کو پاس مگر یہ تو ہے سر غالب شہی ہے یہ شعر غالب نے اپنے ایک شعر پر رد کیا ہے جس کا شعر ہے</p>

میں ہی ہوں کہ عنایت کی نظر ہو رنگ
گرمی نیم ہر ایک قصہ شر ہو رنگ
شمع سبز رنگ میں جلتی سحر ہو رنگ

باب الثون
 راجع ہو کر دیکھو دارالنگو
 وہ خاصہ لاف و لغو کی شہر
 رکھ لی کہ کھنڈی میں
 جگہ دیا غریب کی سیر
 متاع خانہ زنجیر سے دور
 بنانا حاصل کی جاسکتی
 دایم سبکدوشی کا سر
 دارالجلال میں لکھو دارالنگو

یہ ہے بغیر کیوں ہے بدعائد مانگ
مجھے میرا گناہ کا حساب یا بخدا نہ مانگ

غائب یہ کون ہے کہ کیا تو ادا کر دے
 وہ فراق اور وہ دھال کیا ن
 وہ شب روز و ماہ و سال کیا ن
 فرصت کا بیار شوق کے پڑ
 ذوق نظارہ جمال کیا ن
 دل تو دل وہ دماغ ہی نہ رہا
 شور سودا سے لفظ وصال کیا ن

بیل کے کار و بار یہ ہیں خند ہادی گل
 ٹوٹی پیر سے ہیں حلقہ ہادی دوام سوا گل
 اسے دوائے نادر لب خونیں نوائے گل
 رکھتا ہو مثل سایہ گل سر بیائے گل
 میرز قیاس نفس عطر سائے گل
 میناؤں کی شراب دل بے ہوائی گل
 خون سحر میری نگاہ میں رنگ آداؤ گل
 بے اختیار دوڑے و گل در تھا گل
 جی کا خیال ہے گل حبیب تباہ گل

برق سحر کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم
 ہیں ورنہ گردانی نیزنگ یک تجمانہ ہم
 ہیں چیدمان شیلستان دل پردانہ ہم
 ہیں یار و دیگاہ ہمت ہردانہ ہم

دیوان مخالم

[illegible]

غالب اپنا یہ عقیدہ ہو بقول تاسع آبِ بے بہرہ ہے جو مقدمہ سیر نہیں	
مطلع	
مست مروتک دیدہ میں سمجھوں نہ نگاہیں میں جمع سوید اس کے دل خیم میں آہیں	
ہرنگال گریہ عاشق ہے دیکھا چاہئے کس گئی مانند گل مسو جاسے دیوار چین	
الفت گل سے غلط ہے دعویٰ ہے درشتی سرو ہے یاد صف آزادی گرفتار چین	
عشق تاثیر سے تو مید نہیں سلاست دست بدست آئی ہے	جان سپاری شجر بید نہیں جام می خاتم حبشید نہیں
ہی تجلی تیری سامان وجود راز عشق نہ رموا ہوا جو جاوے	ذرا بے پروا تو خوشید نہیں ورنہ مر جاسے میں کنگہ بید نہیں
گردش رنگ طرب سوڈر ہے کھتہ میں جیتے ہیں امید پہ لوگ	نغم محرومی جاوید نہیں
ہم کو جتنے کی بھی امید نہیں	
چہاں تیر نقش قدم دیکھتی ہیں دل آشفگان فلان کہم دہر کے	خیابان خیابان ارم دیکھتی ہیں سوید این سیر عدم دیکھتی ہیں
تیری سر قداسک اقد آدم تماشا گاہ امی خواہنا دارمی	قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتی ہیں تجھے کس تماشے ہم دیکھتی ہیں
سرخ قفا نالہ داغ دل سے نہا کہہ نقیر وں کا ہم سیر غالب	کہ شبر و کا نقش قدم دیکھتی ہیں تماشا سہ اہل کرم دیکھتی ہیں

کافی تو کیا کرتے تار اہلباب میں
کس کو ہوں کیا تاروں جہاں تو دہن
نہا کہہ نقیر وں کا ہم سیر غالب
تماشا گاہ امی خواہنا دارمی
سرخ قفا نالہ داغ دل سے
نہا کہہ نقیر وں کا ہم سیر غالب
چہاں تیر نقش قدم دیکھتی ہیں
دل آشفگان فلان کہم دہر کے
تیری سر قداسک اقد آدم
تماشا گاہ امی خواہنا دارمی
قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتی ہیں
تجھے کس تماشے ہم دیکھتی ہیں
سوید این سیر عدم دیکھتی ہیں
خیابان خیابان ارم دیکھتی ہیں

دیوان غالب

لاکھوں لگاؤ ایک چرنا لگاہ کا
 وہ ناول میں خیر کے برابر جگہ نہیں ہے
 وہ سحر و جادو میں نہ کام آئے

لاکھوں بناؤ ایک پگڑی ناعتاب میں
جس نالہ سے شگاف پڑے آفتاب میں
جس سحر سے سفید روان ہو شراب کا

غالب چٹے شراب پر پنی کہی کہی .

پیشاپیش روز بروز اشرف عالم

کل کے لئے اگر آج نہ خست تراب میں
 میں آج کیوں ذلیل کہ کل تو تھی پند
 جان کیوں لکھنو لگتی ہر تنہا سو سماع
 دو میں ہر خوش عمر کہاں دیکھنی تبکی
 اوتنا ہی محکوم اپنی حقیقت سو بعید ہے
 اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
 ہر مشتعل نمود صور پر وجود بحر
 شرم اکا دالے ناز ہوا اپنی ہی سے سہو
 آرایش جمال سے فارغ نہیں سغور
 ہر غیب قیب جسکو سمجھتے ہیں ہم مشہور
 غالب ندیم دوست سے آتی ہر بود دوست
 حیران ہوں دلوں میں کہ پیشو تجلکد ہر
 چھوڑا نہ رخسار کہ تیرے گہر کا نام ہوں
 یا نا پیر ارقب کے در پہ ہزار بار
 ہو کیا جو کس کے باندہ میری بلا دور
 وہ وہی لعلی ہوں کہ یہ تنگ و نام سے

یہ سونے من ہے ساتی کوثر کو باب میں
گستاخی فرشتہ جاری جناب میں
گردہ صد اسمائی ہو جنگ و باب میں
سے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہو رکاب میں
جنتا کہ دم غیر سے ہوں پیچ و تاب میں
حیران ہوں پر مشاہدہ ہو کس باب میں
بیان کیا ہر اسے قطرہ و موج و ہیا ہیز
دین کتو در حجاب کہ میں یوں حجاب میں
پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں
بہ خواب میں ہوں جو جاگی میں خواب میں
شفتوں حق میں بندگی ہو تراب میں
قد و ہو تو ساتھ رکھو نو گر کو میں
ایک سو چھتا ہوں کہ جاؤں کہ کو میں
بکاش جانتا تیرے رہ گذر کو میں
باجانتا نہیں ہوں شہاری کو میں
ہانتا اگر تو ٹھٹھاتا گھر کو میں

[illegible]

40

[illegible]

دیوان غالب

[illegible]

<p>شب فراں روز خرا زیاد نہیں یلا سے آج گردن کو ابرویا نہیں جو جاؤں نہ کہیں کو تو خیر یاد نہیں کہ آج نیم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں کہ آج کو چہ مینا نہ نادراد نہیں ویا ہے جھکو خد انورہ دل کو شاو نہیں</p>	<p>سہنیں کہ جھکو قیامت کا اعتقاد نہیں کوئی کہو کہ شہد میں کیا برائی ہے جو آؤں شاہ او کو تو مر حبانہ کہیں کہی جو یاد ہی آتا ہو نہیں تو کہتے ہیں علاوہ عینکے ملو ہی اور دن ہی شراب جہاں میں ہوں غم و شادی ہم سہنیں کلام</p>	<p>تم ادیکے وعدہ کا ذکر اوتسی کیوں کرو غالب یک کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد سہنیں</p>
<p>ہم ہی مضمون کی ہوا باندھتی ہیں ہم ہی ایک اپنی ہوا باندھتی ہیں ہر ق کو پاہ حنا باندھتے ہیں اشک کو بے سرو پایا باندھتے ہیں مست کب بند تبا باندھتے ہیں دوگ ناے کو رسا باندھتے ہیں آبلو نیز ہی حنا باندھتے ہیں ہم سے چمان دقا باندھتے ہیں</p>	<p>تیرے اوتس کو صیا باندھتو ہیں آپ کا کس نے اثر دیکھا ہے تیری فرصت کے مقابل العمر قید ہستی سے ہر بائی معلوم نشر رنگ سو ہے دانشد گل غلطیہائے مضامین مت پوچھ اہل تدبیر کی داماندگی ن سادہ پر کار میں خوبان غالب</p>	<p>زمانہ کجخت کم آزار ہے بچان اسد وگر نہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں</p>
<p>خاک ایسی زندگی پر کہ تیر نہیں ہو نہیں افسان موان حیا نہ ساعر نہیں بد نہیں روح جہان پر حرکت کر نہیں ہو نہیں</p>	<p>دائم تیر ہو تیرے دیدہ نہیں ہوں میں کیوں گردش مدام سے گہرا نجاؤں یار بڑا نہ جھکو نہ تاسے کس لئے</p>	

شب فراں روز خرا زیاد نہیں
یلا سے آج گردن کو ابرویا نہیں
جو جاؤں نہ کہیں کو تو خیر یاد نہیں
کہ آج نیم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں
کہ آج کو چہ مینا نہ نادراد نہیں
ویا ہے جھکو خد انورہ دل کو شاو نہیں

سہنیں کہ جھکو قیامت کا اعتقاد نہیں
کوئی کہو کہ شہد میں کیا برائی ہے
جو آؤں شاہ او کو تو مر حبانہ کہیں
کہی جو یاد ہی آتا ہو نہیں تو کہتے ہیں
علاوہ عینکے ملو ہی اور دن ہی شراب
جہاں میں ہوں غم و شادی ہم سہنیں کلام

تم ادیکے وعدہ کا ذکر اوتسی کیوں کرو غالب
یک کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد سہنیں

ہم ہی مضمون کی ہوا باندھتی ہیں
ہم ہی ایک اپنی ہوا باندھتی ہیں
ہر ق کو پاہ حنا باندھتے ہیں
اشک کو بے سرو پایا باندھتے ہیں
مست کب بند تبا باندھتے ہیں
دوگ ناے کو رسا باندھتے ہیں
آبلو نیز ہی حنا باندھتے ہیں
ہم سے چمان دقا باندھتے ہیں

زمانہ کجخت کم آزار ہے بچان اسد
وگر نہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں

خاک ایسی زندگی پر کہ تیر نہیں ہو نہیں
افسان موان حیا نہ ساعر نہیں بد نہیں
روح جہان پر حرکت کر نہیں ہو نہیں

دائم تیر ہو تیرے دیدہ نہیں ہوں میں
کیوں گردش مدام سے گہرا نجاؤں
یار بڑا نہ جھکو نہ تاسے کس لئے

دیوان غالب

سید ہو کر سوید ہو گیا ہر قطرہ خون تھین	ہزاروں دل و جوش جنوں عشق بچھو
اسد زہدانی تاثیر القبا کے خوبان ہو	خمر دست نوازش ہو گیا ہر لوقہ گردن
سوکھن بجا پر سوجھ میں خاک نہیں دگر ذناب تو ان بال میں خاک نہیں کو غیر حلوہ گلہ گدین خاک نہیں اگر غیر نفس اشر میں خاک نہیں شراب نہ کی دیوار و در میں خاک نہیں سو احسرت تمیر گہ میں خاک نہیں	میں جہان کے اپنی نظر میں خاک نہیں گر غبار ہو یہ وہ اثر ایسی ہے یکسخت شمایں کی آمد ہے بہلاؤ وہ بھی بچھو گور حم ۲۳ خیان علوہ گلہ و خراب میں میکش ہو اپوں عشق کی غائیکہ سے خرمندہ
ہمارے شہر میں اب حرف دل کے اسد	کس کے فائدہ عرض میں میں خاک نہیں
روئے بکرم ہزار بار کوئی نہیں ڈال دین بہشت میں بگڑے یہ ہم جہان کی کیون آپ ہی ہو قطارہ سوز و رنج میں چھایا ترا ہی نکسرخ سہی سامنی تیرے کیون موت پہ آدھی غصے نجات پاؤ کیون اپنی یہ غلامی پر غور کو آ رہا ہے کیون راہ میں ہم لیں کہانہ زم زم میں کیون جسکو ہو دین داع عزت اسکی چھایا کیون	دل کے تو ہونے شکت و درد ہزار کیون دین میں جرم نہیں نہیں انسان نہیں جب جہان میں سرور و صبر ہر تیرے دشمن غمزدہ جانتاں دکناز دے پناہ قد حیا و بندہ علم کیون توں ایک میں حسرت اور یہ سن ۱۰ ہنگی بواہ کے شرم وان وہ غمزدہ نازیان یہ چھایا وضع ہاں نہ نہیں خلیج ابرست جادوہ ہو فاسو
غائبیت کے بغیر کوشی کام بند ہیں	رو کے زار زار گیتا کو ہا کیون

منجنا خلق کو بیکارت دیکھا ہوں
بہشت میں بگڑے یہ ہم جہان کی کیون
آپ ہی ہو قطارہ سوز و رنج میں چھایا
ترا ہی نکسرخ سہی سامنی تیرے کیون
موت پہ آدھی غصے نجات پاؤ کیون
اپنی یہ غلامی پر غور کو آ رہا ہے کیون
راہ میں ہم لیں کہانہ زم زم میں کیون
جسکو ہو دین داع عزت اسکی چھایا کیون

۲۹

دیوان غالب

	<p>جو یہ کہو کہ ریشہ کیوں کہ ہو شکاف سی گفتہ غالب ایک بار پیرہ کو دہشتی کیوں</p>	
	<p>یاسیہ الوداد</p>	
<p>کدھیم تنگ تنید نثر لفظ سحر واد ہو</p>	<p>حد سے دل گر افسردہ ہو گرم تماشا ہو</p>	<p>بقدر حسرت و دل چاہیہ زوق معاصی ہی</p>
	<p>اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجاوے</p>	<p>کف ہر خاک گلشن فنکل قمری نالہ فرسا ہو</p>
<p>ہو لاہون حق صحبت اہل کشت کو</p>	<p>کدھیم چار ہاتھ دو طعنہ کیب کہیں</p>	<p>جماعت میں تار پوتہ می رنگین کے لاگ</p>
<p>دور خجین ڈالو کوئی لیکہ بہشت کو</p>	<p>سیر ناگاہ سے دزد قلم سر دشت کو</p>	<p>ہون منور نہ کیوں رہ رسم سوا سب</p>
	<p>غالب چچہ انبی سعی سے لبنا نہیں مچو</p>	<p>خرمن تلے اگر نہ تلخ کہاں دگشت کو</p>
<p>تجھے ہمارے ساتھ عداوت ہو کیوں ہو ہے دیدار نقش محبت ہو کیوں ہو ہر چند برسیل شکایت ہو کیوں ہو یوں ہو تو چارہ غم الفت ہو کیوں ہو اپنے سے کھینچتا ہوں خیالت ہی کیوں ہو حاصل نہ کیجو دوسرے غیرت ہو کیوں ہو ہم انجمن محبت میں غلوں ہو کیوں ہو اپنے سے گر نہ غیرت دشت ہو کیوں ہو عمر عزیز صرف عبادت ہی کیوں ہو</p>	<p>دارتہ اس ہو میں کہ محبت ہو کیوں ہو یہ پورانہ بزم میں صنعت درنگ اختلاف کا ہے جلو تجھ سے نہ کرے غیر کا گلہ نہ پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر در کی دوا والانہ کیسے کسی سے معاملہ ہنگامہ زبونی بہت ہے انفعال سے آدمی بجا نہ خود اک تحشت خیال دارتہ کی برائے بیگانہ گی ہنہین تسا ہے تو فرصت مبتی کا غم کوئی</p>	<p>اس نثر کی ہر بات ہر کلمہ اس قدر میں نے غور سے دیکھا ہے کہ اس میں غالب نے اپنی تمام باتوں کو بہت ہی خوبصورت اور دلکش طریقہ سے بیان کیا ہے۔ اس میں ان کی زندگی کے مختلف گوشے پر روشنی پڑی ہے۔ اس میں ان کی محبت، غم، امید، ناامید ی، ہمت، ہار، جیت، ہر چیز کو ان کی خاص زبان میں بیان کیا ہے۔ اس میں ان کی شخصیت کی تمام خصوصیات نمایاں ہیں۔</p>

100

<p>شہادت تہی میری قسمت چنی کی غیبت نہ لکھا تو کوئی ات تو یوں بخیر سوتا تخن کیا کہ نہیں سکتی کہ جو بیان میں ہے</p>	<p>جیہاں تلوار کو دیکھتا چکا دیتا تھا گردن کو رہا کہ گناہ نہ کر کا دیتا ہوں بہن کو جگر کیا ہم نہیں کہتی کہ کہو دین چاکی سے</p>
<p>میر سے شاہ سلیمان جاہ گزشت نہیں غالب فریدون و جم و کینسر و دراب و بہمن کو</p>	
<p>وہوتا ہوں جب میں پٹی کو اس شکر پاؤں مے سا دگی سو جان پر وں کو کس کے پاؤں بہاگتے تو ہم بہت سو دہی کی سزا ہے مرہم کی جستجو میں پہاڑوں چودہ دور اللہ سے ذوق و شغف نوردی کہ لہر مرگ سے جوش گل بہار میں یا تنگ کہ طرف عکس کی خواب میں آیانہ ہو کہیں</p>	<p>کہ تلسے خندہ کی کینج کے باہر گل کے پاؤں بہیلت کیونہ ٹوٹا گئی پیر زن کے پاؤں سہو کہ اسیر دہستی میں راہزنگے پاؤں تن سو سو آنگار میں اس خستہ تن کے پاؤں پلٹے میں خود خود میر کر اندر کھنک کے پاؤں اڑتی ہوئے دلچسپی میں مرغ چمن کے پاؤں دکھتے میں آج اشنیت نازک دید کے پاؤں</p>
<p>دانی و سکو ہول دل عزت یار میں نہ رہا یعنی یہ میر سے آہ کی تاثیر سے نہ سہو</p>	<p>غالب سیر کلام میں کیونکہ مرزا نہ ہو پیتا ہوں دہو کے خسر و شیریں سخن کے پاؤں</p>
<p>دینے کو دیکھت نہیں ذوق ستم کو دیکھو آئینہ تاکہ دیدہ تجھ سیر سے نہ ہو</p>	
<p>وان پہو چکر جو غش آتا پیہم ہے ہسکو دلوں میں اور مجھ دل مجھ و فار کہتا ہے صنعت سو نفرتی دروہ سے طوق گردن جاہگر قاتل کہیے کہ کچھ امید ہی ہو</p>	<p>صدر آہنگ زمین بوس قدم ہی ہسکو کس قدر ذوق گرفتار ہی ہم سے ہسکو تیرے کو چہ ہے کہاں طاقت رم ہی ہسکو بھڑنگا غلط انداز تو ستم سے ہسکو</p>

دیوان غالب

پڑے گریہ کو کوئی نہو بیار وار	اور اگر مر جائے تو نہ خون کوئی نہو
باب الہیاء	
از صبر تباہ ذل دل ہے آئینہ سے سینہ زار ہر درد دیوار ٹھکدہ ناچار یکسی کی ہی حسرت اوٹھائی	طوطی کو شمشیر جیت ہو مقابل آئینہ سکے ہمارے پو پو کی خزان پوچھ دستواری کا وہ دم تھریاں پوچھ
باب الہیاء	
صد طوہر و سر جو شکرگان اوٹھائیے سے سنگ پر برات مداحش جیو شوق دیوار بار ملت، ہر دور سے زخم	طاقت کہان کہ دید کا احسا اوٹھائیے یقینہ منور دست طفلان اوٹھائیے ای خانہ خراب خراب احسان اوٹھائیے
یامیر سے زخم شک کو رسوائے کیجیے پاپور سے تیسرے نہان اوٹھائیے	
مسیح کے زیر سایہ خرابات چاہیے عاشق ہو میں آپ ہی اک شخص ابر دید ادا سے تلک دل حسرت پرست سیکے میں رہ جو تک لہو ہم مصور سے حوسر غرض تشا طہوس دیاہ کو سے رنگ لاد گل و نسیم جدا جدا سے یا خم یہ چاہئے ہنگام بخود ہی یہے جب گردش ہما نہ نہفات	بہوں یاس آنکہ قبلہ حاجات چاہئے آخر قسم کی چچہ بھی مکافات چاہئے ہاں کچھ نہ چھہ تلافی آفات چاہئے تقریب چچہ تویر ملاقات چاہئے اگ کو نہ بے خودی فوج و نرات چاہئے مر رنگ بن بہار کاشتات چاہئے رو بہ وقت قبلہ وقت مناجات چاہئے عارف ہمیشہ مست می ذات چاہئے
نشو و نما سے اصل سے غالب فروع کو خاموشی ہی سے نکلی ہے جوبات پاؤں	

بیاض جبین نہا کبد کی خط و خون بجا دہ
 سویتا سے انداز یکسیدن سگداز چہ
 شے کس شمع سے آرزو ہم نہیں کھفتے
 کھفتے طرف تباہ کیکل نذر خون و بھیا
 بڑیا کاش نالہ جھکو کیا معلوم تھا ہدم
 کہ ہو گا باعث افراش درد و درون جہم
 نہ شائش تنج حب اپنا زخم ماؤ
 سے دریائے بستی میں سے صبح جو پوی
 میں عشق کی خواہش کافی گردن کیا بچو
 خیال لگ کیلنکس دل آرزو سے
 میر مسکرام متدین شاک صید بون و دی
 خراہوں دل کرب جواس میں ہی ہوں پوی
 شے ہم بتان میں سخن آرزو ہوں سے
 تنگ لکس میں ہماری خوش لکھ بون سے
 سے دور قریہ دہم پریشانی نہیں
 بیکار لگا دو دم سے میرے بون سے

<p>زہار نہ ہو ناظرین بڑا دلون سے</p>	<p>زندہ در سیکدہ گستاخ ہیں ز ابد</p>	<p>کیا دینی اگر سب سے بڑا ہو میں جا افسانہ کیوں پڑھتا کہ شہزادہ کیلک سے لیکن وہ غصہ نہ کرے کہ اس سے پہلے کیا دینا کی جیسا کہ یہ ہو گا سب سے بڑا ہو میں جا پتہ نہ ہے جو کہ سب سے بڑا ہو میں جا فتنان سولے کی گزشتہ روزستان سے مٹی کا صندری کی مٹنے نہ دیا نہ ہے کس سے کہوں کہ دل نہ جگا کا نشانہ سے شب بیاں اٹھا دو قادیانی اس قدر</p>
<p>بیداد و قادیانہ کر کہ جاتے رہے آخر</p>	<p>میر حید میری جان کو تہار دلا لٹوسی</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>تا جگہ شکایت کی بھی باقی نہ رہی حبا</p>	<p>سن لیتے ہیں گود کر بیمار انہیں کہتے</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>غالب نیز احوال سنا دیکھے ہم اونکو</p>	<p>وہ سنے ملا لٹیں یہ اجارہ نہیں کرتے</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>وہ جو کہتے تھے ہم اک حسرت فتمیر سے</p>	<p>کہ ہمیں اتنا کیا کہ تیرا غم اسے عذرت کرتا</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>فلک کا دیکھتا القریب تیرا یاد آئی</p>	<p>غم و غیاسے گریبا ہی فہمیت سراو پٹائی</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>قسم کہا ہی ہے اس کا نہ تو کاغذ جلانے</p>	<p>کہیں گے کس طرح مضمون میر مکتوب کا یارب</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>دو مشکل ہو گئے تیرے سوز غم جیسا کہ</p>	<p>پیشانی پر تیرے شعلہ آتش کا آسان ہو</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>اوہی تھی میر گل کو دیکھتا شش و خیسیا کی</p>	<p>اوہیں منظر اپنے زخموں کا دیکھتا آنا نہ</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>تیرا آنا نہ تھا ظالم مگر مجھ پر جانسی</p>	<p>چند ہی سادگی تھی اتفادات ناز یہ مرتا</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>میری طاقت کہ خاص تھی تو کو تو لاؤ پٹائی</p>	<p>لکھ کو بے حواوت کا تھل کر نہیں سکتی</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>کہوں کیا خوبی اوضاع ابتاع زمان غالب</p>	<p>بدی کی اوستے جس سے ہمیں کی تھی بار ہا نیکی</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>حاصل ہاتھ دہرے ہوئے تو آرد و حرامی</p>	<p>اس شمع کی طرح جس کو کوئی بجھا دے</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>میں ہی جلے ہوؤں میں ہون داغ ناتما</p>	<p>جس میں کہ ایک جھیندہ مور آسمان ہے</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>میرزا غالب</p>	<p>میرزا غالب</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>میرزا غالب</p>	<p>میرزا غالب</p>	<p>میرزا غالب</p>
<p>میرزا غالب</p>	<p>میرزا غالب</p>	<p>میرزا غالب</p>

<p>زنگی جو چو آب و سوائے زندگی گلفشانی ہائے تازہ جلوہ کو کیا ہوگی شمر رسوائی سے جا چھپا تھا کھین خاک میں ناموس عیان محبت ملگنی ہاتھ ہی تیغ آزمایا کام سے جا رہا کس طرح کافی کوئی شبہاؤ نہار نکال گوشت جو پر پیام چشم محروم جمال</p>	<p>یعنی تھپے تھی اسی ناسزگاری ہائے ہائے خاک پر ہوتی جو تیرے لاد کاری ہائے ختم ہر الفت کی تجھ پر وہ داری ہائے ہائے اوٹھائی دنیا سوراہ درسم یاری ہائے ہائے دلیداک بھنی پیاز خم کاری ہائے ہائے سے نظر خردہ آخر ستھاری ہائے ہائے ایک دل تیرے بنا امید واری ہائے ہائے</p>
<p>عشق نے پکڑا نہ تھا غالب ہی دشت کارنگ رنگیں تبادول میں جو کچھ ذوق خواری ہائے ہائے</p>	<p>تسکین کو دے نزدیک مرئی آس ہے اب تک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے میرے میرے بدینہ زبان سپاس ہے میرے میرے اسکی پاس دل حق شناس ہے اس غمی منز بکو گرمی ہی را اس ہے</p>
<p>ہر ایک مکان کو ہے کلین سے شرف چرخوں جو مرگ تو بھگلا ادا اس ہے</p>	<p>گرفتاری سے غافلہ اخلاقی حال ہے اسکو سادون حسرت اطہار کا کدار کس پردہ میں ہے آئینہ پرواز ایخدا ہے بے خدا خواستہ وہ اور و بختی مشکین لباس کعبہ علی کے قدم سے جان</p>

دیوان خالب

	<p>آنکھ کی تصویر ستر نامہ پہ کھینچے کتنا تجربہ کھلایا دے کہ اسکو حسرت دیدار</p>	
	<p>پیش میں گذرتے ہیں جو کو چہ سے وہ میرے</p>	
<p>کنڈھ جا بھی کہا رو کو دیتے نہیں دیتے</p>		
<p>میری ہستی فضائی حیرت کیا دہشت ہے</p>	<p>جیسے کہتے ہیں نامہ اسی عالم کا عشاء ہے</p>	
<p>خزان کیا فصل گل کس کو کتھر کوئی تو ہم</p>	<p>وہی ہم ہیں قرض ہو اور ماتم بال یہ کہا ہے</p>	
<p>دعاؤ کو لیران پر اتفاقی در راہی ہمدام</p>	<p>انہر فریاد و لہا کی حیرتیں کا کس دیکھا ہے</p>	
	<p>لالہ شمشاد اندیشہ تاب رنج نو میدی کف افسوس ملنا عہد تجدید تھا ہے</p>	
<p>بحر کڑھالم کہ کیا ہو و چراغ کشتہ ہے</p>	<p>نبض بیمار وفادہ و چراغ کشتہ ہے</p>	
	<p>دل لگی کی آرزو چین رکھتی ہو مہمیں در نہ بان بر و نقی سود چراغ کشتہ ہے</p>	
<p>چشم جوان عاشقی میں جی نو ابر وادہ</p>	<p>سرمہ تو کہو کہ دو شعلہ آواز ہے</p>	
<p>مسکرتاں ساز طالع ناساز ہے</p>	<p>ناکہ گویا گردش سیاہ کی آواز ہے</p>	
	<p>دشمن گاہ دیدہ خونبار خون و دیکھا یک بریا بان جلوہ گل و شیرین انداز ہے</p>	
<p>عشق مجاہدین دشت ہی سہی</p>	<p>میری دشت تیری شہر تھی سہی</p>	
<p>قطع کچھ نہ تعلق ہم سے</p>	<p>کچھ نہیں تو عداوت ہی سہی</p>	
<p>میر کو زمین ہے کیسا رسوائی</p>	<p>وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی</p>	
<p>ہم ہی دشمن تو نہیں ہیں اپنے</p>	<p>غیر کو تجھے نجاست ہی سہی</p>	
<p>اپنی ہستی ہی سے ہو جو چہ ہو</p>	<p>آگہی نہیں غفلت ہی سہی</p>	

دل میں کھینچ کر تیری صورت
میں کوئی نرک و فاکرستیں ہی
نہی عشق مہیت ہی ہے
پہلو دے اس فلک نا اصفاف
اے فریاد کی حسرت ہی ہے
میں کیسے تیری عادت ہی ہے
یاد ہے چہرے جی جگہ اس

۳۶
چشم زہین وصل تو حسرت ہی ہے
میں کیسے تیری عادت ہی ہے
صحنہ دہانہ دہانہ
دہانہ دہانہ دہانہ
جسکی صدا ہو جلوہ براف خنایا
دہانہ دہانہ دہانہ
نما بارگشت سے سہا
کرتا ہے لیکہ باغین نو بجا بیان
اسے گنگی سے گنگی سے

<p>کہتا ہے کسی یہ کیوں میرے دل کا معاملہ شعرون کے انتخاب میں رسوا کیا مجھے</p>			
<p>زندگی اپنی جب اس شکل ہو گداری غالب</p>			
<p>ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے</p>			
<p>اس بزم میں مجھ نہیں ملتی حیا کئے دل ہی تو ہے حیا ست دریا نسی در گیا</p>			
<p>یہ بھار ہا اگر چہ اشارے ہو گئے مین اور جاؤں در سے تیرے بن صدائے</p>			
<p>مات ہوئی ہے دعوت آب و ہوا کئے حضرت ہی کل کینگے کہ ہم کیا کیا کئے</p>			
<p>تو نے وہ گتھ جائے گرا نایہ کیا کئے کدن ہمارے یہ نہ آرا چلا کئے</p>			
<p>دیتے لگا ہے بوسہ تعمیر التجا کئے بیکڑوں اونے وعدہ وفا کئے</p>			
<p>غالب تمہیں کہہ کہ لیگا جواب کیا مانا کہ تم کہا کئے اور ہم سنا کئے</p>			
<p>اس سال کو صابو برق افتاب ہے بال بندہ چھو وہ موج شہراب ہے</p>			
<p>یہ سگنے کی کون نہ اقامت کی تابی غافل گمان کو ہے کہ گیتی خراب ہے</p>			
<p>جوش بہار جلوہ کو جسکی نقاب ہو مانا کہ تیرے رخ سے نگاہ کامیاب ہے</p>			
<p>قاصد یہ چمکو و شک سوال و جواب ہے</p>			

[illegible]

<p>اپنے گلے میں چکونہ کر دین بعد قتل ساتی گری کی شرم کر دین در نہ صدم تجسے تو کچھ کلام نہیں لیکن اسے ندیم تکلو ہی ہم دکھائیں کہ ٹخنوں نے کیا کیا لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں</p>	<p>میرے پستان سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے ہر شب پیار ہی کرتے ہیں مگر جفا دہلے میر اسلام کہیو اگر نامہ بر ملے فرصت کشاکش غم نہیاں سے گر ملے جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہمسفر ملے</p>	<p>تیرے میں آرزو میں منی سوت آتی ہر جہے نہیں کھینکے نہیں آتی خندہ ہر جہے نہیں دل نادان تجھ پر کیا ہے آخر اس دھکی دو کیا ہے ہم میں خشتی اور وہ ہے زار یا ابی تاجر کیا ہے ہاں یہ جی نہ بین زبان کہتا ہوں</p>
<p>اسے ساکنان کو چہ دلدار دیکھنا تکلو کہیں غالب آشفقہ سر ملے</p>		
<p>کوئی دن گرزندگان اور ہے آتش و دھن میں یہ گرمی کہاں یار بادیکہ میں او کی رنجشیں دیکے خط منہ دیکتا جو نامہ بر قاطع اعمار میں اکثر نجوم</p>	<p>اپنے جی میں ہنسی اور ہے سوز غم ہائے ہنسی اور ہے پیر کچھ اب کی سرگرائی اور ہے کچھ تو پیغام زبانی اور ہے وہ بلائے آسمانی اور ہے</p>	<p>۹</p>
<p>ہو چکیں غالب بلا نہیں سب تمام اک مرگ ناگہانی اور ہے</p>		
<p>کوئی امید نہیں آتی موت کا ایک دن معین ہے آگے آتی تہی حال دل پہ نفسی جاستا ہوں تو طاعت و زہد جو کچھ ایسی ہی بات جو چاہوں کیون نہ چھوڑوں کہ یاد کر دین ہم وہاں ہیں جس طرح ہو</p>	<p>کوئی صورت نظر نہیں آتی نہیں کیوں رات بھر نہیں آتی اب کی بات پر نہیں آتی پر طبیعت اور نہیں آتی ورنہ کیا بات کر نہیں آتی میری آواز گونج نہیں آتی چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ</p>	<p>کاش کہ وہ ایک ہے جس کا نہیں کوئی نہ ہو پہلے ہی کہ وہ ایک ہے عین وہ عین وہ ایک ہے شکں انہی جہتوں کیوں ہے دعا دل کو نظر نہیں آتی ایک ایک ایک ایک ایک</p>

<p>اب کیا چیز ہے ہو کیا ہے چو نہیں جانتے وفا کیا ہے اور درویش کی صدا کیا ہے میں نہیں جانتا دعا کیا ہے</p>	<p>سیرہ دگل کہا ہے آئے ہیں چکو اونٹے وفا کی ہے امید ہاں پہلا کر ترا پہلا ہو گا جان تمہیں شکر کرتا ہوں</p>	<p>دن ہوا سے خرام نارس پہر خوشتران بیت ساری سے ہے جلو ہم ہر روز ناز کرتا ہے روز بازار جان پیاری سے پہر اوہی سے وفا پرست ہیں پہر وہی زندگی کا سانس ہے</p>
<p>میں نے مانا کہ تجھ نہیں غالب مفت ہاتھ لگو تو تیرا کیا ہے</p>	<p>میں نے مانا کہ تجھ نہیں غالب مفت ہاتھ لگو تو تیرا کیا ہے</p>	<p>پہر اکھٹے در سلامت ناز ہے ۴۰</p>
<p>یک تیرے گہر کے کہو کوئی کہ وہ آئے چچہ کہہ نہ سکوں پر وہ میرے چچے کو آئے آتا ہے سچ میں سیر آتا نہیں گو آئے ہاں ملے مگر بارہ دو شیلہ کی ہو آئے سچ میں ہوئی میں دوسرے میں چچے آئے دیکھا کہ وہ ملتا ہے میری کو کہو آئے اوسد یہ نہیں یا تو امید ہی کو ہو آئے اچھی رہ رہ آپ اس سے مگر چکے ہو آئے</p>	<p>کہتے ہیں سب کہ بیت عالیہ ہو آئے ہوں کشمکش نزعین ہاں خدیجہ مجبت یہ ساعتہ و شعلہ و سیلاب کا عالم نہاں ہو کہ گہر کے نہ پہا گیس کے نکیر میں جلاؤ کوڑے ہیں نہ واعظ سے جگہ گیتی ہاں اہل طلب کون سے طعنے نایافت ایسا نہیں وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں کی ہنفسوں اثر گریہ میں تقریر</p>	<p>پہر اکھٹے در سلامت ناز ہے ۴۰</p>
<p>اس تجھ ناز کی کیا بات ہے غالب ہم ہی گئے وان اور تیری تقدیر کو روا ہے</p>	<p>اس تجھ ناز کی کیا بات ہے غالب ہم ہی گئے وان اور تیری تقدیر کو روا ہے</p>	<p>پہر اکھٹے در سلامت ناز ہے ۴۰</p>
<p>سینہ جوئے زخم کاری ہے آمد فصل راد کاری ہے پہر وہی پردہ عمار ہے دل خریدہ ذوق خواری ہے دہن سد گونہ اشکباری ہے</p>	<p>پہر چچہ اک دل کو بیقرار ہے پہر جگر کہو نے لگانا خن قتد مقصد نگاہ نیاز چشم و لال جنس رسوائی وہ سدرنگ نالہ فرسائی</p>	<p>پہر اکھٹے در سلامت ناز ہے ۴۰</p>

دیوان غالب

<p>بمخودی بے اسباب نہیں غالب یکہ تو ہے جس کی پیرہہ داری سپہ</p>	
<p>جنون ہمت کش نکیش ہو گشت واپانی کے کشت اشہاد و ہستی کو کرے کیا سعی آزاد</p>	<p>سبک پاش خراش دل جو لذت زندگانی کے ہوئی از شیر موج آب کو فرصت روانیسی</p>
<p>بس از مرہن ہی یو از راز آگاہ طفلان شرار سنگ تربت بید میر و گلشنی کے</p>	
<p>مکمل ہوش ستر افرا دی بیداد و لہر کے اگر لیل کو خاک و شربت مجنون کی رنگ بخشی پر پروانہ شاید یاد بیاں کشتی سے تہا کرون بیداد و ذوق پریشانی عرض کیا کرتا</p>	<p>نیاد اخذہ دند ان غاصد صبح فشر کی اگر یو سے بجای و دانہ دہقان کشتی ہوئی مجلس کی گرمی سی روانی تو سار کی کہ طاقت اور کئی اور نہ ہو تیر شہر کی</p>
<p>کہ بانگ دل اس کے خیمہ کے سحر قیامت میری قسمت میں رب کیا نہ تھی دیوار تھر کے</p>	
<p>بے اعتدالیت ہو سبک سبب میں ہم ہوئے بینیان تباد و ہم سخت تو سبب تیشان کے ہستی ہمار کی اپنی قنایر دلیل ہے سختی شان عشق کی دو پہر ہے کیا خبر تیری وفا سے کیا توفانی کہ دہر حسین لکھتے رہے جو تکی حکایات خوشچکان اعتدال تیری تہ خو جس کے ہم سے اہل ہو سکی فتح ہے ترک نبرد عشق ناہ حکام میں چند جبارے سپرد ہتے</p>	<p>جتنے زیادہ ہو گئے اتنے ہی کم ہوئے اور نے نیانی تھی کہ گرفتار ہم ہوئے یا نیک ہو کہ اب ہم اپنی قسم ہوئے وہ لوگ رفتہ رفتہ سرایا الم ہوئے تیرے سوا ہمید ہی بہت سو قسم ہوئے اخیر نے ناہ و ملین میرے شوق ہم ہوئے جہاؤن اورنگے وہی افکے علم ہوئے میر جید اسمیں باتہ ہمارے قلم ہوئے جودان کو کچھ جگے سو وہ بیان آگودم ہوئے</p>

<p>پیدا کر کے دیا ہوں بسکین حجاز خاندان میں جو ہر ایشیائی کی قوم تو تھی وہاں حالت میر کی کی ہم تو تھی وقت سے گناہ اشتیاق اس کی ہم تو تھی وقت جون سر ایدہ زینت اس کی ہم تو تھی وقت سے پہلی ہمت اس کی ہم تو تھی وقت جس نے ہم میں تو تازہ ہو کر ہمارے جان کا بذر صورت دیدار میں اس سنگین کیل میں سات پہرین سرور میں</p>	<p>اگر تازہ داران بساط ہوائی دل یکہ جو جو دیدہ عبرت نگاہ ہو ساقی بیکوہ دشمن ایمان و آگہی یا شکوہ کیجئے ہو کہ ہر گوشہ بساط لطف خرام ساقی و ذوق صفا چنگ یا مسجد جو کہ پتھر اگر تو نغمہ میں داع فراق صحبت شبلی جلی ہوئی</p>	<p>وہاں اگر کہ نہیں ہوس ناؤ و نوش ہے میری سونو جو گوش نصیحت شورش ہے مطرب بہ نقشہ زینت تنگین ہوش ہے وہاں باغبان کف کفر و نوش ہے یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے نہ وہ سرو و سوزنہ جوش خروش ہے ایک شمع رنگی ہو سو وہ ہی خموش ہے</p>
<p>۲۴</p> <p>تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی تو اس قدر کوشش ہو جو گداز میں آوی</p>	<p>آتے میں غیب سو یہ مضامین خیال میں غالب مر میر خامہ تو اسے شروش ہو</p> <p>ایک مر جان کو قرار نہیں ہے دیتی ہیں جنت جیہ انکو ہر ہر گر یہ نکالی ہو تیری ہر دم محکوم ہمے جنت گمان بخش خاطر وہاں ہر لطف چلوہا ہر معارف قتل کا میر کیا ہو عہد تو بار ہو</p>	<p>طاقت میرا انتظار نہیں ہے لشہ با نازارہ خوار نہیں ہے یاد روبرو اختیار نہیں ہے خاک میں عشق کو عیا نہیں ہے عید کی آئینہ ہر ہر نہیں ہے وائے اگر عہد استوار نہیں ہے</p>
<p>تو نے قسم محکشی کی کہانی ہے غالب تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے</p> <p>ہجوم غم سے یہاں تک نہ گزری حجاب حاصل ہے رفو زخم کو مطلب ہے لذت زخم سوزن کے</p> <p>وہ گل جس گلستان میں جلوہ فرمائی کردی غالب چکنا غنچہ گل کا صاف شستہ دس ہے</p>	<p>تو نے قسم محکشی کی کہانی ہے غالب تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے</p> <p>ہجوم غم سے یہاں تک نہ گزری حجاب حاصل ہے رفو زخم کو مطلب ہے لذت زخم سوزن کے</p> <p>وہ گل جس گلستان میں جلوہ فرمائی کردی غالب چکنا غنچہ گل کا صاف شستہ دس ہے</p>	<p>تو نے قسم محکشی کی کہانی ہے غالب تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے</p> <p>ہجوم غم سے یہاں تک نہ گزری حجاب حاصل ہے رفو زخم کو مطلب ہے لذت زخم سوزن کے</p> <p>وہ گل جس گلستان میں جلوہ فرمائی کردی غالب چکنا غنچہ گل کا صاف شستہ دس ہے</p>

دیوان غالب

<p>ایک جگہ کسی رونق جو کہ کسی رونق نفس کی تپانہ شادی ہو تالش کی تپانہ شادی ہو کرتین تپانہ شادی ہو شیرت تپانہ شادی ہو نہوئے نکالیا اگر طبعی نہوئے نکالیا اگر طبعی نہوئے نکالیا اگر طبعی نہوئے نکالیا اگر طبعی</p>	<p>آغوش خم حلقہ زنار میں آدے کیون شاہوگل باغ سی بازار میں آدے جب اس نفس امچا ہوا ہزار میں آدے ای دوائے اگر معروض اطہار میں آدے</p>	<p>مر جاؤں نہ کیوں رنج سے جہنم بزرگ غارت گرناموس نہ ہو مگر ہوس زر بت چاک گریبان کافر ہر دل نالار آتشکدہ ہے سینہ مرار از نہانے</p>
<p>کچھینہ یعنی کاظم اسم او کو سمجھو جو لفظ کہ غالب میر و اشعار میں آدے</p>		
<p>دوسرے میر امیر خورشید جمال اچھا ہے جھین کہیں کہیں کہ مفت آؤ تو مال اچھا ہے ساغر جم سے میرا جام سفال اچھا ہے اک برہمن نے کہا ہو کہ یہ سال اچھا ہے حضر حکا کہ کسی میں ہو کمال اچھا ہے کام اچھا ہے وہ جیسا کہ مال اچھا ہے شاہ کے یا عینن یہ تازہ نہال اچھا ہے وہ کہ جسکو ہو خود سوال اچھا ہے وہ سمجھے میں کہ ہمارا حال اچھا ہے</p>		<p>حسن مگر چہ نہ کام کمال اچھا ہے بودہ تپتے نہیں اور دہیم لفظ نگاہ اور بازار سو آؤ اگر ٹوٹ گیا بڑ طلب بین قمر او سمجھیں سدا ملتا ہو اونکے دیکھو سو جو آجاتی ہو نہ پیر رونق دیکھو یا تو میں عشاق تپتے کیا فیض ہم سخن تپتے نہ فریاد کو شیریں کیا قطرہ دریا میں جو ملجاؤ تو دریا ہو جاؤ خضر سلطان کو کہو خالق اگر سرسبز</p>
<p>ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کی خوش کہتو کو غارت خیال اچھا ہے</p>		
<p>امتحان اور بھی باقی ہو تو یہی نہ سہی شوق گلچین گلستان تسلی نہ سہی ایک دن گر ہوا نیرم میں ساتی نہ سہی گر نہیں شمع یہ خانہ لعل نہ سہی</p>		<p>ہنونی گر میر و مرثیہ تسلی نہ سہی خارِ خارِ الم حسرت دیدار تو ہے می پرستان خم می منہ سو لگانی ہو نفس قیس کے ہے چشم و چراغ صحر</p>

قسم خازنہ پر آشوبی تیرے کہاں ہیں غالب
بھٹکتا تھا تو جو میری اس قسم آگ

یہ بھی سنت کہہ کہ جو کہ تو گلا ہوتا ہے
اکس فریجیٹے پہر دیکھتے کیا ہوتا ہے
شکوہ چور سے سرگرم جہا ہوتا ہے
سنت روٹھتے کوئی آبلہ ہوتا ہے
آپا دھمالا تے میں گزرتی خطا ہوتا ہے
کہ سہارا چاہتے ہیں اور میرا ہوتا ہے
کتاب کتاب جو ایسا ہی رہا ہوتا ہے
شاہ کی مدح میں یوں فقہ سر ہوتا ہے
تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہے
دوہہ لشکر کا تیرے لعل بہا ہوتا ہے
آتشان پہ تیرے نامہ صیب سا ہوتا ہے
یہ بھی تیرا کریم ذوق فرما ہوتا ہے
آج کل درمیر سے دل میں سو ہوتا ہے
نہیں کہو کہ انداز گفتگو کیا ہے
کوئی بناؤ کہ وہ شمع تند خو کیا ہے
وگرہ خوف بد آموزی عدا کیا ہے
ہماری حبیب کو اب حاجت رو کیا ہے
کر بدتی ہو جواب را کہہ جتنو کیا ہے
جب آکھتے تو ہونے پکا تو پہر ہو کیا ہے

شکوہ کو نام سے نہ جہر تھا ہوتا ہے
پڑھوں میں شکوہ سو دیو راں سو جیسے باجا
کو سمجھتا نہیں پچھن تلافی دیکھو
عشق کی راہ میں چرخ مہر کی وہ چال
کیون نہ ٹھہریں ہدف ناک پیدا کہ ہم
خوب تیار ہو سو ہو تو جو ہم اپنے بدخواہ
ناد جاتا تھا پیر سے عرش میرا اور اب
خامہ میر کو وہاں ہے بارید بزم سخن
اسے شہنشاہ کو اکب سپہ ہر عسک
سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجئے
ہر مہینے میں جو بدتر ہو تا ہے ہلال
میں چنگاں ہوں اٹلیں غزنی میں
رکھو غالب جو اس تلخ نو آئین معاف
ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ کیا ہے
یہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برقعین ناہ ادا
یہ شک ہو کہ وہ ہوتا ہو ہم سخن جیسو
چمک ہا ہے بدن پر ہو سو پیرا ہی
جلد ہے جسم جہان دل ہی جلیکا ہو گا
رگوں میں فرسہ پہر کے ہم نہیں قاتل

وہ چہرے کے بلکے شمع عزیز
سوا شہ بادہ گلہ نام مشکب کیا کیجئے
پتوں شراب گرمی دیکھوں پہاڑ
پیشہ و قدح و گڑہ و سب کیا ہے
ہاں نہ طاقت گفتار اگر ہو ہی
تو کس امید پہ کہتے کہ آؤ دیکھتے
ہو اب شہ کا صفا چہرہ ہی
وگرہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے
میں او تھیں چرخوں اور چمک نہ کہیں

۴۴

چلے جوتے ہونے
تیرے پیرا ہو چو چو ہو
کاش سے تیرے میرے ہو
میری شمع میں چمک رہا ہے
دل ہی یار کئی دیکھتے ہو
ابھی جاؤ وہ راہ پر غالب
کوئی دن ادھی چھا ہوتے
غیر میں پس جاؤ
ہم یوں ہی غنہ لب بیاں

دیوان غالب

<p>شکستہ ہے چرخ نیلی خام کی ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے وہوئے دیکھ جا نہ احرام کے یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے دیکھئے کب دن پیرین خام کے</p>	<p>خستگی کا تم سے کیا شکوہ کریں خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو رات پی زم زم پی اہر صبح دم دل کو آنکھوں نے پہنایا کب مگر شادی ہے عقل صحبت کی چیز</p>	<p>عشق نے غالب تکا کر دیا ورنہ ہم بھی آدمی تو کام کے</p>
<p>پہر اس انداز سے بہا آئی دیکھو اسے ساکن خجہ خاک کہ زمین ہو گئی ہے ستر ناسر سبزہ کو جب کہیں جگہ نہ ملے سبزہ گل کو دیکھتے کیلئے ہر سو امین شرب کی تاثیر</p>	<p>کہ ہوئے ہر وہم نما شکاری اوسکو کہتے ہیں عالم آرائی دکھ کش سطح چرخ مینائی بیگیار دئے آپ پر کائی چشم تر گس کو دسی مینائی بادہ نوشی ہو بادہ پیمائی</p>	<p>کیون نہ دنیا کے ہوشی غالب مشاہدہ بندار نے تشافہائی</p>
<p>تغافل دوست ہوں میرا داغ بھر عالی ہے ربا آباد عالم اہل محبت سکے نہ ہونی سے</p>	<p>اگر سہو تھی کیجئے تو جا میری بھی خالی ہے سیر کر میں جھقہ جام و سبوی خانہ خالی ہے</p>	<p>کہہ سنتا ہوں کہانی میری خلش غمزدہ خون نہ نہ پوچھ کیا بیان کر کے میرا دیکھو بیکار ہوں ز خود رفتہ پیدائے جہلا</p>

شکستہ ہے چرخ نیلی خام کی
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے
وہوئے دیکھ جا نہ احرام کے
یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے
دیکھئے کب دن پیرین خام کے

شکستہ ہے چرخ نیلی خام کی
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے
وہوئے دیکھ جا نہ احرام کے
یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے
دیکھئے کب دن پیرین خام کے

شکستہ ہے چرخ نیلی خام کی
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے
وہوئے دیکھ جا نہ احرام کے
یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے
دیکھئے کب دن پیرین خام کے

شکستہ ہے چرخ نیلی خام کی
ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے
وہوئے دیکھ جا نہ احرام کے
یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے
دیکھئے کب دن پیرین خام کے

دیوان غنائی

<p>اثر آبد سوجا دھوا نئی جتون بیخودی بے تہید فراغت ہو جو شوق دیدار میں گرتو بچ گردن مارے بیکسہاؤ خشب سحر کی دھت ہو جو گردش ساغر جلوہ صد نگین جہنم</p>	<p>صورت نشہ گوہر ہے حیران مجھے میرے سایہ کی طرح میرا شبنم مجھے ہونکہ مثل گل شمع پریشاں مجھے سایہ خورشید قیامت میں پریشان مجھے ایشہ داری یک دیدہ حیران مجھے</p>
<p>نگہ گرم گرم سے اک اگ ٹپکتی ہو اسد ہے حیران خوش خاشاک گلستان ہے</p>	<p>کیا ہے بات جہان بات بنائی نہ ہے ادھیہ بختی چکے ایسی کہ بن آئی نہ ہے کاش یوں ہی ہو کہ بن سیرت آئی نہ ہے کوئی پوچھ کہ کیا ہے جو چہا نہ ہے ہاتھ تلوین تو ادھین ہاتھ دکھاؤ نہ ہے پردہ چھوڑا جو وہ اس نے کہ ادھائی نہ ہے ٹھک چاہوں کہ نہ آؤ تو بدلتے نہ ہے کام وہ آئے پڑا کہ بناؤ نہ ہے</p>
<p>مکتہ چین ہر غم دل و سکوتی نہ ہو میں ملتا ہوں اشکو مگر اچھنڈ دل کھیل سچا ہے کہیں چوڑی ہول بچاؤ غیر تلپے لڑیوں تیرے خطا کہ اگر اس نزاکت کا ثرا ہو وہ پہلو میں کیا کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گر کس سے ہے موت کی راہ نہ کہیوں کہیں آئی نہ ہے بوجہ وہ سر سے گرا کہ ادھائی نہ ہو</p>	<p>عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بے</p>
<p>چاک کی خواہش اگر دھت بھیری کی جلوہ کا تیرے وہ عالم ہو کہ کہیم خیاں ہے شکست سہمی لڑائی بیدار بیک میکہ کہ حتم ست تازہ سو یاد و شکست</p>	<p>صبح کی مانند زخم دل گریہ کی کوئے دیدہ دل کو زیارت گاہ حیرانی کوئے آگیتہ کوہ پر عرض گمان جانی کوئے سہی شیشہ دیدہ ساغر کی مرقا کی کوئے</p>

دیوان غالب

<p>بہارِ فغان گاہِ جوشِ اضطرابِ شامِ تنہائی ابھی آتی ہے یوں بالمشیر سرِ زکریا کی گلیوں کے</p>	<p>شعباعِ آفتاب صبحِ محشر تارِ بستر ہے ہمارے دید کو خوابِ زلیخا عادی بستر ہے</p>	<p>کرمی کو بادِ دیر سے ریت کی گلیوں کے خطیبِ افسر اسر کا گاہِ گلچین ہے کبھی تو اس لاشِ خورِ مدہ کی گاہِ داد سے کہ ایک کلمہ سے شہرِ تیرستیا میں ہے دیجا ہے گزشتہ سال کا اسے ڈیل کرنا کہ گوشِ گمِ غنیمت سے پتہ لگ گیا ہے اسببِ تنہائی میں جل ہو قیامِ خدا مقلعہ ترکِ حجابِ دلِ تنگین ہے کیوں نہ ہو جو بچہ بچانِ محوِ نفاضِ یونہی</p>
<p>کہوں کیا دلی کیا حالتِ ہجرِ بارِ عینِ غالب کبیتا بی سے ہر یک تارِ بسترِ خارِ بستر ہے</p>	<p>کہوں کیا دلی کیا حالتِ ہجرِ بارِ عینِ غالب کبیتا بی سے ہر یک تارِ بسترِ خارِ بستر ہے</p>	<p>ابھی اس صفا میں کوتاہی نشو و نما غالب اگر گلِ سرو کی قامتِ پیراہن نہ ہو جاوے</p>
<p>خضر سے رشتہ الفت گزردن نہ ہو جاوے عز و دوستی آفت ہو تو دشمن نہ ہو جاوے</p>	<p>خضر سے رشتہ الفت گزردن نہ ہو جاوے عز و دوستی آفت ہو تو دشمن نہ ہو جاوے</p>	<p>فریاد کی کوئی نہیں ہے کیون بوجہ تو نہیں غنیمت ہر جہت ہر اک شرمینِ تہ ہے ہاں کہا شہادتِ فریت تو شاہ کی گندہ کو غم نہ ہو کیوں نہ ہو تکرارِ ہزار</p>
<p>فریاد کی کوئی نہیں ہے کیون بوجہ تو نہیں غنیمت ہر جہت ہر اک شرمینِ تہ ہے ہاں کہا شہادتِ فریت تو شاہ کی گندہ کو غم نہ ہو کیوں نہ ہو تکرارِ ہزار</p>	<p>فریاد کی کوئی نہیں ہے کیون بوجہ تو نہیں غنیمت ہر جہت ہر اک شرمینِ تہ ہے ہاں کہا شہادتِ فریت تو شاہ کی گندہ کو غم نہ ہو کیوں نہ ہو تکرارِ ہزار</p>	<p>نستی ہے نہ بچہ عدم ہے غالب آخر تو کیا ہے اسے نہیں ہے</p>
<p>نستی ہے نہ بچہ عدم ہے غالب آخر تو کیا ہے اسے نہیں ہے</p>	<p>نستی ہے نہ بچہ عدم ہے غالب آخر تو کیا ہے اسے نہیں ہے</p>	<p>نیچو چھوئے سرِ حرا سا لو کا پا اگ آئیں بیزہ اناس جزوِ اعظم ہے</p>
<p>بہت دنوں میں نفاضِ تیرے سدا کو وہ ایک نگہ کہ نظارِ نگاہ سے کم ہے</p>	<p>بہت دنوں میں نفاضِ تیرے سدا کو وہ ایک نگہ کہ نظارِ نگاہ سے کم ہے</p>	<p>ہم رشک کو اپنی ہی گوارہ نہیں کرتے در پردہ او نہیں خبر سے ہر ربطِ تنہائی یہ باعثِ افسردگی ابابِ نمود ہے</p>
<p>ہم رشک کو اپنی ہی گوارہ نہیں کرتے در پردہ او نہیں خبر سے ہر ربطِ تنہائی یہ باعثِ افسردگی ابابِ نمود ہے</p>	<p>ہم رشک کو اپنی ہی گوارہ نہیں کرتے در پردہ او نہیں خبر سے ہر ربطِ تنہائی یہ باعثِ افسردگی ابابِ نمود ہے</p>	<p>مرتب ہیں دے او کی تمنا نہیں کرتے یہ مگر کایہ پردہ ہے کہ پردہ او نہیں کرتے غالب کہہ کر آتے ہو چہ انہیں کرتے</p>

ذیابیطس

<p>رہے جو یوں گاہہ میگاہ کوئی دوستکوب زبے کہ شمع کیوں نہ کر کہا ہر جگہ فرب سجدہ کے کہ قریب باز ارمین وہ پریش حال تہیہ نہیں سرشتہ وفا کا خضیاں او نہیں سوال پڑم جو کھینکھوں شہر حد سزا کمال سخن ہر کیا ہے گئے</p>	<p>اگر نہ کہے کہ دشمن کا گھر ہے کیا کہنے کہ بن کہو ہا وہیں سب خبر ہو کیا کہنے کہ یکو کہ سر گذار ہے کیا کہنے ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے گھر کیا کہنے ہمیں جو اب قطع نظر ہو کیا کہنے ستم بہادر انتاع ہر ہے کیا کہنے</p>
<p>کہا کس نے کہ غالب نے نہیں لیکن سو اس کے کہ آشفہ ہر ہو کیا کہنے</p>	
<p>دیکھ کر دیر وہ گرم دامن افشائی شجر نیکیا تیغ نگاہ یار کا سنگ فسان کیوں نہ ہو الفتائی او سلی خاطر جمع ہو میرے سخن کی قسمت جب تم ہو زلگی وارث وہ بھی شود میرے نام لہو دیا وعدہ آئینہ گاہ قابو ہو کیا انداز ہے ہاں نشانی اند فاصل بہاری واہ واہ</p>	<p>کہ گریہ و اجنب تن میرے مریانی ہے مرجہا میں کیا مایک ہو گدا بختی جگر جانشان جو پیر پستہائے پنہانی ہے لکھو یہ غلام سیاب ویرانی ہے اس قدر وق نواؤ مرغ سبانی ہے نیکیا تھا گورین ذوق تن آسانی ہے تھے کیوں سہمی سے میرے گھر کی درباری ہے</p>
<p>دی، میرے بہا کی کو حق سے از سر نو زندگی مرزا یوسف ہے غالب یوسف ثانی جو</p>	
<p>یاد ہے شادی میں ہی جنگا نہ یار پہنچو ہر کشادہ خاطر و ایتہ در رہن سخن یار بے امن شفق کی دوا کس کی جا ہے بگمان ہوتا ہے وہ کافر نہ تانا کا شکو</p>	<p>سجھو زبہا ہے خندہ ز میری لب جگر رہتا طلسم قتل بحد خواہ مکتب ہے رشک آسایش یہی زبہا کو اب ہے ہر ہوا ہے نازہ سودا غزنی ہے</p>

دیوان غالب

<p>کعبہ میرے پیچھے پر کلیسا میرے آگے جنتوں کو بڑا گنتی ہے پیدا میرے آگے اُنی ہے شیبہ بھرا کی تمنا میرے آگے آتا ہے اسی کی کہہ دیکھ کر کیا میرے آگے رہنے دو ابھی ساغر دینا میرے آگے</p>	<p>ایمان چھوڑ کے ہر جو کچھ ہر جو کچھ کفر عاشق ہوں پر عاشق فریبی کبیرا کام خوش ہو تو میں پر صلیبیں ان ترس جاتے ہر سو جن کا فکر دم خون کا شش بھی ہو گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے</p>	<p>ایمان چھوڑ کے ہر جو کچھ ہر جو کچھ کفر عاشق ہوں پر عاشق فریبی کبیرا کام خوش ہو تو میں پر صلیبیں ان ترس جاتے ہر سو جن کا فکر دم خون کا شش بھی ہو گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے</p>
<p>ہمیشہ وہم مشرب وہم لڑ ہے میرا غالب کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا</p>	<p>ہمیشہ وہم مشرب وہم لڑ ہے میرا غالب کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا</p>	<p>ہمیشہ وہم مشرب وہم لڑ ہے میرا غالب کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا</p>
<p>کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کیسے نہ کہیوں کہیں پہر تم کہ ہم سب جگر میں وہ بیشتر سہی پر دین جب اور تر جاوے سہیں ذر تیرا راحت جراثیم کاں جو مدعی بنے اوسکو نہ مدعی بنے</p>	<p>کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کیسے نہ کہیوں کہیں پہر تم کہ ہم سب جگر میں وہ بیشتر سہی پر دین جب اور تر جاوے سہیں ذر تیرا راحت جراثیم کاں جو مدعی بنے اوسکو نہ مدعی بنے</p>	<p>کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کیسے نہ کہیوں کہیں پہر تم کہ ہم سب جگر میں وہ بیشتر سہی پر دین جب اور تر جاوے سہیں ذر تیرا راحت جراثیم کاں جو مدعی بنے اوسکو نہ مدعی بنے</p>
<p>کہیں حاکمیت صبر گریز پا کیسے سکڑے زبان تو بھج کر گھر چلا کیسے روانی رہش دستہ پر ادا کیسے طر اوٹا چمن و خوبی ہوا کیسے</p>	<p>کہیں حاکمیت صبر گریز پا کیسے سکڑے زبان تو بھج کر گھر چلا کیسے روانی رہش دستہ پر ادا کیسے طر اوٹا چمن و خوبی ہوا کیسے</p>	<p>کہیں حاکمیت صبر گریز پا کیسے سکڑے زبان تو بھج کر گھر چلا کیسے روانی رہش دستہ پر ادا کیسے طر اوٹا چمن و خوبی ہوا کیسے</p>
<p>سغینہ جبکہ کنارہ پہ انکا غالب خدا سے کیا ستم و جور تا خدا کیسے</p>	<p>سغینہ جبکہ کنارہ پہ انکا غالب خدا سے کیا ستم و جور تا خدا کیسے</p>	<p>سغینہ جبکہ کنارہ پہ انکا غالب خدا سے کیا ستم و جور تا خدا کیسے</p>
<p>دو چہلے اور عشق میں بلباک ہو گئے صورت بہا کی اوسوئی آلات میکشی</p>	<p>دو چہلے اور عشق میں بلباک ہو گئے صورت بہا کی اوسوئی آلات میکشی</p>	<p>دو چہلے اور عشق میں بلباک ہو گئے صورت بہا کی اوسوئی آلات میکشی</p>

کعبہ میرے پیچھے پر کلیسا میرے آگے
جنتوں کو بڑا گنتی ہے پیدا میرے آگے
اُنی ہے شیبہ بھرا کی تمنا میرے آگے
آتا ہے اسی کی کہہ دیکھ کر کیا میرے آگے
رہنے دو ابھی ساغر دینا میرے آگے

ایمان چھوڑ کے ہر جو کچھ ہر جو کچھ کفر
عاشق ہوں پر عاشق فریبی کبیرا کام
خوش ہو تو میں پر صلیبیں ان ترس جاتے
ہر سو جن کا فکر دم خون کا شش بھی ہو
گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے

ہمیشہ وہم مشرب وہم لڑ ہے میرا
غالب کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا کبیرا

کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کیسے
نہ کہیوں کہیں پہر تم کہ ہم سب جگر میں
وہ بیشتر سہی پر دین جب اور تر جاوے
سہیں ذر تیرا راحت جراثیم کاں
جو مدعی بنے اوسکو نہ مدعی بنے

کہیں حاکمیت صبر گریز پا کیسے
سکڑے زبان تو بھج کر گھر چلا کیسے
روانی رہش دستہ پر ادا کیسے
طر اوٹا چمن و خوبی ہوا کیسے

سغینہ جبکہ کنارہ پہ انکا غالب
خدا سے کیا ستم و جور تا خدا کیسے

دو چہلے اور عشق میں بلباک ہو گئے
صورت بہا کی اوسوئی آلات میکشی

<p>کلفت افشنگی کو عیشِ مبتلا بی حرام</p>	<p>ورنہ دندان درد دل افشردن بیاختند</p>	<p>حال جیسے گڑھے لگان کینہ دل میں کہ جا کر سے کوئی بات پر وہاں زبان کتنی ہے وہ کہیں اور سا کر سے کوئی بیک زبانوں جنوں میں کیا کیا پکڑے کھجور خدا کر سے کوئی نہ سو گڑ بڑا کر سے کوئی نہ ہو کر بڑا کر سے کوئی روک لو کر غلط چلے کوئی</p>
<p>سوزشِ باطن کے میں حبابِ نگر نہ بیان</p>	<p>دل محیطِ گریہ وبِ آشنائے خندہ ہے</p>	<p>۵۴</p>
<p>حسرتِ بے پردہ خریدارِ متاعِ جلوہ ہے</p>	<p>آئینہ زائے تکرارِ اختراعِ جلوہ ہے</p>	<p>کون سے جو نہیں سے جان س کی حاجت سے کر سے کوئی کے کیا حضرت سے کر سے کوئی اب کسی بجا کر سے کوئی غالب جب تو فتح ہی اور نہ کوئی کر سے کیا گلہ کر سے کوئی کہیوں کی نہیں سے اب کر سے سیت ہی علم سے کیا کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے</p>
<p>اتنا گھبراؤ آگہی رنگ تماشا نے باختن</p>	<p>چشم و اگر دیدہ آغوشِ وداعِ جلوہ ہے</p>	<p>کون سے جو نہیں سے جان س کی حاجت سے کر سے کوئی کے کیا حضرت سے کر سے کوئی اب کسی بجا کر سے کوئی غالب جب تو فتح ہی اور نہ کوئی کر سے کیا گلہ کر سے کوئی کہیوں کی نہیں سے اب کر سے سیت ہی علم سے کیا کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے</p>
<p>منہ کل کہ تجھے راہِ سخن واکر سے کوئی تک خیاں طرہ پیدا کر سے کوئی ہاں دردِ تنگی دلیں مگر جا کر سے کوئی آخر کسی تو عقدہ دل واکر سے کوئی کیا فائدہ کہ حیب کو سودا کر سے کوئی تا چند باغبانی صبرِ اکر سے کوئی تو وہ نہیں کہ جنگو تماشا کر سے کوئی نقصان نہیں جنوں سے جو سودا کر سے کوئی فرصت کہان کہ تیری تمن کر سے کوئی یہ درد نہیں کہ نہ پیدا کر سے کوئی جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پیر کیا کر سے کوئی</p>	<p>جسٹک ہاں زخمِ نہ پیدا کر سے کوئی عالمِ عیارِ حشمتِ مجنون ہے سر بسر افسردگی نہیں طربِ انتہا و انتہا رونے سے انہی دمِ ملامت نہ کر سے چاک جگر جب رہ پریش نہ دہو سے لختِ جگر سے رگِ بر خارِ شاخِ گل ناکامی نگاہ سے برقِ نظارہ سوز ہر گشتِ حشمتِ ہر صفت کو ہر شکست سر پہنی نہ عدہ صبرِ آزمائے غم ہے وحشتِ طبیعتِ یہ جادیاں خیر بیکاری جنوں کو جو سرشتے کا شغل</p>	<p>کون سے جو نہیں سے جان س کی حاجت سے کر سے کوئی کے کیا حضرت سے کر سے کوئی اب کسی بجا کر سے کوئی غالب جب تو فتح ہی اور نہ کوئی کر سے کیا گلہ کر سے کوئی کہیوں کی نہیں سے اب کر سے سیت ہی علم سے کیا کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے</p>
<p>حسنِ فروغِ شمعِ سخنِ دوری اسد</p>	<p>یہ لڑوں گے اندر پیدا کر سے کوئی</p>	<p>کون سے جو نہیں سے جان س کی حاجت سے کر سے کوئی کے کیا حضرت سے کر سے کوئی اب کسی بجا کر سے کوئی غالب جب تو فتح ہی اور نہ کوئی کر سے کیا گلہ کر سے کوئی کہیوں کی نہیں سے اب کر سے سیت ہی علم سے کیا کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے</p>
<p>میرے دکھ کی دوا کر سے کوئی ایسے قاتل کا کیا کر سے کوئی</p>	<p>ابنِ مرہم ہوا کر سے کوئی شرعِ آئین پر مدار سہی</p>	<p>کون سے جو نہیں سے جان س کی حاجت سے کر سے کوئی کے کیا حضرت سے کر سے کوئی اب کسی بجا کر سے کوئی غالب جب تو فتح ہی اور نہ کوئی کر سے کیا گلہ کر سے کوئی کہیوں کی نہیں سے اب کر سے سیت ہی علم سے کیا کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے نہ ساقی کو نہیں سے کر سے</p>

<p>جس نے اپنے ایک اور بیوی سے ازدواج کی ہو کر کیا ہو جائے مستی مذوق غفلت ساقی سج شرب یک قوہ خرابک خیز خم سے تار جین کی جیب خیال کی ہے نظر زنا نہیں جوش خون کی ہے کشت خاک ہے بے بسی کی ہے کشت خاک ہے</p> <p>۵۴</p> <p>فیما سدا کشفہ منہ آید سیلاب طوفان صدا نقش یوسف کاں میں برقم و خوش کہہ کس کا نیشین میں پری ہنسی ہوں میں کی غاشی مطلب ہنس کے اس کا سہاوی جیسے گرجا دیو مردی غصہ میں لالہ</p>	<table border="1"> <tr> <th data-bbox="724 280 1113 436"> <p>سخن میں خامہ غالب کے آتش افشانی</p> <p>یقین ہے ہلکوی لیکن اس آدمین دم ہے</p> </th><th data-bbox="1113 280 1276 436"></th></tr> <tr> <td data-bbox="556 436 912 1724"> <p>سایہ شاخ گل افسی نظر آتا ہے مجھے ہر عین ہر سترہ کہ زہر اب لگاتا ہے مجھے آئینہ خالی میں کوئی لٹے جاتا ہے مجھے آسمان بیضہ قمری نظر آتا ہے مجھے دیکھوں اب مرگے پر کون اوہٹا ہے مجھے اترا لی کیوں نہ خاک سرنگداری کی لوگو نہیں کیوں بنو دہو لانداری کی کیونکر نہ کہانی کہ ہوا ہے بہاری کی بہت کھیراں لیکن ہر ہی کم ہلکے وہ خون جو چشم تر سے عمر برون دم ہلکے بہت آبرو ہو کر تیر کو جو جسم ہلکے اگر اس طرہ سے رخ کا سچ و ختم ہلکے ہوئی صبح اور گہرے کان پر کیکر نام ہلکے پہر آبادہ زمانہ جو جہا نہیں جام جم ہلکے وہ ہم سے ہی زیادہ خستہ تیغ ستم ہلکے اوسیکو دیکھ کر جلتے ہیں جس کا فرم ہلکے</p> </td><td data-bbox="912 436 1268 1724"> <p>ماں پاکر خفقانی یہ ڈرانا ہے مجھے جو بترتغ یہ ہر شہینہ و کیکر معلوم دعا جو تماشائے شکست دل ہے نہ دیر یہ یک عالم و عالم کف خاک زندگی میں تو وہ جھلس سے اوہٹا دیتے تھے رزدی ہوئی ہو کہ کیکر شہر یار کی جب اس کو دیکھنے کیلئے آئین بادشاہ ہو کہ نہیں میں سیر گلستا مگر ہم نیز دن جز ہشتین ایسی کہ ہر خوشی ہر کھلے ڈر ہی کیوں میرا قائل کیا بیگناہ کی گھر کھلی خلد سے آدم کاستے آئین لیکن یہ ہم کہ لیلاد و غلام تیری قامت دراز لیکا لکھ لکھ کوئی اوسکو خط تو ہر کھواؤ ہوڑ اس در میں منسوب جیسے بادشاہی ہوئی اجنبی توقع خشکی کی داو پادین گے جیت میں ہر جس فرق جیتے اور ہر ہیکا</p> </td></tr> <tr> <td data-bbox="556 1724 912 1870"> <p>کہان مینجا نہ کا دروازہ غالب کہان و اعظ پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم و اعظ</p> </td><td data-bbox="912 1724 1268 1870"></td></tr> <tr> <td data-bbox="556 1870 912 1971"> <p>کے ہلکے ہلکے بار خاھر گھر اسو جادو بے تکلف ای شرارت جیتے کیا ہو جادو</p> </td><td data-bbox="912 1870 1268 1971"></td></tr> </table>	<p>سخن میں خامہ غالب کے آتش افشانی</p> <p>یقین ہے ہلکوی لیکن اس آدمین دم ہے</p>		<p>سایہ شاخ گل افسی نظر آتا ہے مجھے ہر عین ہر سترہ کہ زہر اب لگاتا ہے مجھے آئینہ خالی میں کوئی لٹے جاتا ہے مجھے آسمان بیضہ قمری نظر آتا ہے مجھے دیکھوں اب مرگے پر کون اوہٹا ہے مجھے اترا لی کیوں نہ خاک سرنگداری کی لوگو نہیں کیوں بنو دہو لانداری کی کیونکر نہ کہانی کہ ہوا ہے بہاری کی بہت کھیراں لیکن ہر ہی کم ہلکے وہ خون جو چشم تر سے عمر برون دم ہلکے بہت آبرو ہو کر تیر کو جو جسم ہلکے اگر اس طرہ سے رخ کا سچ و ختم ہلکے ہوئی صبح اور گہرے کان پر کیکر نام ہلکے پہر آبادہ زمانہ جو جہا نہیں جام جم ہلکے وہ ہم سے ہی زیادہ خستہ تیغ ستم ہلکے اوسیکو دیکھ کر جلتے ہیں جس کا فرم ہلکے</p>	<p>ماں پاکر خفقانی یہ ڈرانا ہے مجھے جو بترتغ یہ ہر شہینہ و کیکر معلوم دعا جو تماشائے شکست دل ہے نہ دیر یہ یک عالم و عالم کف خاک زندگی میں تو وہ جھلس سے اوہٹا دیتے تھے رزدی ہوئی ہو کہ کیکر شہر یار کی جب اس کو دیکھنے کیلئے آئین بادشاہ ہو کہ نہیں میں سیر گلستا مگر ہم نیز دن جز ہشتین ایسی کہ ہر خوشی ہر کھلے ڈر ہی کیوں میرا قائل کیا بیگناہ کی گھر کھلی خلد سے آدم کاستے آئین لیکن یہ ہم کہ لیلاد و غلام تیری قامت دراز لیکا لکھ لکھ کوئی اوسکو خط تو ہر کھواؤ ہوڑ اس در میں منسوب جیسے بادشاہی ہوئی اجنبی توقع خشکی کی داو پادین گے جیت میں ہر جس فرق جیتے اور ہر ہیکا</p>	<p>کہان مینجا نہ کا دروازہ غالب کہان و اعظ پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم و اعظ</p>		<p>کے ہلکے ہلکے بار خاھر گھر اسو جادو بے تکلف ای شرارت جیتے کیا ہو جادو</p>	
<p>سخن میں خامہ غالب کے آتش افشانی</p> <p>یقین ہے ہلکوی لیکن اس آدمین دم ہے</p>									
<p>سایہ شاخ گل افسی نظر آتا ہے مجھے ہر عین ہر سترہ کہ زہر اب لگاتا ہے مجھے آئینہ خالی میں کوئی لٹے جاتا ہے مجھے آسمان بیضہ قمری نظر آتا ہے مجھے دیکھوں اب مرگے پر کون اوہٹا ہے مجھے اترا لی کیوں نہ خاک سرنگداری کی لوگو نہیں کیوں بنو دہو لانداری کی کیونکر نہ کہانی کہ ہوا ہے بہاری کی بہت کھیراں لیکن ہر ہی کم ہلکے وہ خون جو چشم تر سے عمر برون دم ہلکے بہت آبرو ہو کر تیر کو جو جسم ہلکے اگر اس طرہ سے رخ کا سچ و ختم ہلکے ہوئی صبح اور گہرے کان پر کیکر نام ہلکے پہر آبادہ زمانہ جو جہا نہیں جام جم ہلکے وہ ہم سے ہی زیادہ خستہ تیغ ستم ہلکے اوسیکو دیکھ کر جلتے ہیں جس کا فرم ہلکے</p>	<p>ماں پاکر خفقانی یہ ڈرانا ہے مجھے جو بترتغ یہ ہر شہینہ و کیکر معلوم دعا جو تماشائے شکست دل ہے نہ دیر یہ یک عالم و عالم کف خاک زندگی میں تو وہ جھلس سے اوہٹا دیتے تھے رزدی ہوئی ہو کہ کیکر شہر یار کی جب اس کو دیکھنے کیلئے آئین بادشاہ ہو کہ نہیں میں سیر گلستا مگر ہم نیز دن جز ہشتین ایسی کہ ہر خوشی ہر کھلے ڈر ہی کیوں میرا قائل کیا بیگناہ کی گھر کھلی خلد سے آدم کاستے آئین لیکن یہ ہم کہ لیلاد و غلام تیری قامت دراز لیکا لکھ لکھ کوئی اوسکو خط تو ہر کھواؤ ہوڑ اس در میں منسوب جیسے بادشاہی ہوئی اجنبی توقع خشکی کی داو پادین گے جیت میں ہر جس فرق جیتے اور ہر ہیکا</p>								
<p>کہان مینجا نہ کا دروازہ غالب کہان و اعظ پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم و اعظ</p>									
<p>کے ہلکے ہلکے بار خاھر گھر اسو جادو بے تکلف ای شرارت جیتے کیا ہو جادو</p>									

دیوان غالب

<p>خوشی ریشہ صدفستان حسن انداز نگاہ عجب ناز تیغ تیر عریان ہے کہ صبح عید چلو بدتر از چاک گریان ہے کہ اس بازار میں باغ تراء و سنگردان ہے</p>	<p>ہجوم نادر حیرت عاجز معروض اک اژدران شکاف بر طرف پرو چا نشان تر لطف بخوان ہوئی یہ کز غم تنگ کی کیفیت شاوے دل و دین نقد ساقی گرسہ و اکیا چا</p>	<p>ایک نیکون ندون کما شاکس جسے ایک کہاں سے دوزن کہ چساکس جسے حسرت و زلہ کیا ترست ترست میں گلہ نہ بلکہ سویدا ایتھیں جسے پہو دکاہے کہ کو گوش حجت میں ایذا افسون انتظار میں کیسین جسے سیر پرچوم دروہ آب ساس واسطہ وہ ایک لخت فانی کہ حجر اکسین جسے سیر پرچوم ترین حسرت دیدار سے بے نیاز</p>
<p>چرخ آغوش بلارمین پرورش دیتا ہو عاشق کو چرخ روغن اینا قلزم صبر کامر جان ہے</p>	<p>خوشی و غم تماشاد ادا نکلتی ہے خفا رنگی خلوت سر بنیت ہم شب منم</p>	<p>۵۴</p>
<p>نگاہ دل سویر سے سرسنا نکلتی ہے صبا چو غنچہ کے پردہ میں جا نکلتی ہے</p>	<p>نوجوہ سینہ عاشق سے آب تیغ لگا کہ زخم روزن در سو ہوا نکلتی ہے</p>	<p>سرخندہ دیا بہن شوق عیان شگباری شگفتہ شگباری دکار ہے بہن صبر ہارینہ بہن خواب بر خان جو غنچہ غالب بر خان جو غنچہ اب جی کوئی زانو ہے شیر گل لالہ خالی زانو ہے دل خون نہ شگفتہ شگباری دل خون نہ شگفتہ شگباری</p>
<p>نالہ دماغ آہو ذفقت تار ہے ایکندہ فرش نشش حجت انتظار ہے گردام یہ بے وسعت صحر آشکار ہے نظارہ کامقدہ پر روبر کار ہے او عند لب قیت و دلع بہار ہے وہ آئے یا نہ آئے یہ بیان انتظار ہے ہر در کہ نقاب میں دل بھرا ہے طوفان آمد فصل بھرا ہے اسے بیدار دماغ ایکندہ تھال دار ہے</p>	<p>صبر جانہم شامہ کشن زلف یار ہے کک کاسرغ جلہ ہو حیرت کو اختیار ہے ہر درہ درہ لگی جا سے عیار شوق دل بدعی و دیدہ بنادہ عا علیہ چہر کہ پر شبنم آئینہ برگ گل پیر آب ہج اپری ہو وعدہ دلدار کی جھج بے پردہ سحر و دوا بخون گذر کر او عند لب یک کتہ خن بہر آشیان دل مت گنو خبر بھری سیری ہی</p>	<p>غفلت کھیل عمر و اسد ضامن نشاط اسے مرگ بنگہ بان بھرا کیا انتظار ہے</p>

<p>جی کھدے افسردگی دپہ جلا ہے آئینہ باندازگی اغوش کشا ہے اوج نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے معشوقی دوا حوصلگی طرز بدلا ہے دستہ سنگ آرد پیمان وفا ہے تیغ ستم آئینہ تصویر مینا ہے سایہ کی طرح ہم پہ عجب وقت پیرا ہے یار باگ ان کز وہ لٹا ہون کی سزا ہے</p>	<p>شعلہ سے ہوتی ہو جس شعلہ زنجو کی تمثال میں تیرے ہی وہ شو کہ جھوٹا قمری کھٹ خاک تر و بلبل قفس رنگ خونی تیری افسردہ کیا دشت دگو جبکہ رو دھواؤ گزرتاری الفت معلوم ہوا حال شہیدان گدشتہ اسے پیر تو خورشید جہاں تاباں رہی ناکردہ گناہوں کی ہی حشر کی ملی دود</p>	<p>بیگانگی خلق سے بیدل ہو غالب کوئی نہیں تیرا تو میر سبحان خدا ہے</p>
<p>آلودہ دیوانہ احرام بہت سے سے تیرے گلاب ہی نہ بنی بات کہ ادھو اٹکار نہیں اور شمع ابرام بہت سے خون ہو کر لکھتے ہو طیشا نہیں یار پاشا دہن کی زبان کہ ابھی کام بہت سے ہو گا کوئی ایسا ہی کہ غالب کو بخار شاعر قودہ اچھا ہو نہ نہ نام بہت سے بہت ہوئی ہے یاد کو مٹان کہ ہو جو کس طرح ہم نہم خیر افکار کہ ہو</p>	<p>منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی ایک جو بچکان کفن میں کر ڈرون دین درختا ہے جسے حشر میں قاتل کہ کیوں آدھا و اعظمتہم پیوند کسی کو پلا سکو آندہ ہمار کی ہے جو بلبل پر نغمہ سنج گودہ ان نہیں دیکھی نکالی ہو تو زمین کیا عرض ہے کہ سکوٹے ایک جواب گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر</p>	<p>غالب گراس سفر میں گجرات کی جلیں جھکا تو اس بندہ کردن گا حضور کی</p>
<p>نغمہ لہاؤ میں بود اول ناکام بہت ہے نیز بچ کر کم ہے ہی کلام بہت ہے</p>	<p>نغمہ لہاؤ میں بود اول ناکام بہت ہے نیز بچ کر کم ہے ہی کلام بہت ہے</p>	<p>نغمہ لہاؤ میں بود اول ناکام بہت ہے نیز بچ کر کم ہے ہی کلام بہت ہے</p>

<p>عرض ہوا ہے دعوت شرکان کو ہونے برہمن ہونے کیلئے جس گریبان کو ہونے دست ہوئی ہے سیر در اغان کو ہونے سامان حد نہ رانگہ ان کو ہونے سہا چیم طرازی دکان کو ہونے تقارہ و خیال کا سامان کو ہونے پتہ در کی صنم کرہ ویران کو ہونے عرض متاع عشق و دل و جان ہونے صد گلستان لگا د کا ستان کو ہونے جان ندر و لغری عشوان کو ہونے زلف سیاہ رخیہ پریشان کو ہونے سرمہ سے تیز نشہ شرکان کو ہونے چہرہ فرج جو یہ گلستان کو ہونے سر زبیر بارستہ دربان کو ہونے بیشے رہیں تصور جانان کو ہونے</p>	<p>کرتا ہوں شمع پیر بگر تخت تخت کو پیر وضع احتیاط سو کر کنو نگاہ کو پیر گرم نالہا ہے سر بار پے نقش پیر پیش جہاں دنگوہا ہو عشق پیر پر رہا ہے خامہ شرکان پتوں کی یا بعد گر ہوئی میں دل پیرہ پیر قریب دل پیر پروف کوئی علامت کو جاؤ ہے پیر شوق کر رہا ہو خریدار کی طلب دوڑی پیر پیر ایک گل دلا د پرخیاں پیر چاہتا ہوں نامہ دلدادہ کہو لٹا مانگے پیر کی کو لب پیام پر ہوس چاہتے ہیں پیر کی کو مقابل میں آرزو اک نو بہار ناز کو تاکے پیر لگا د پیر چھین کے کہ در پہ کیلے پرے رہیں جی ڈھونڈ رہا ہے پیر وہی فرصت رانڈ</p>	<p>درد زخمی تال سنگ تھان کے ستے کرتا ہوں شمع پیر بگر تخت تخت کو پیر وضع احتیاط سو کر کنو نگاہ کو پیر گرم نالہا ہے سر بار پے نقش پیر پیش جہاں دنگوہا ہو عشق پیر پر رہا ہے خامہ شرکان پتوں کی یا بعد گر ہوئی میں دل پیرہ پیر قریب دل پیر پروف کوئی علامت کو جاؤ ہے پیر شوق کر رہا ہو خریدار کی طلب دوڑی پیر پیر ایک گل دلا د پرخیاں پیر چاہتا ہوں نامہ دلدادہ کہو لٹا مانگے پیر کی کو لب پیام پر ہوس چاہتے ہیں پیر کی کو مقابل میں آرزو اک نو بہار ناز کو تاکے پیر لگا د پیر چھین کے کہ در پہ کیلے پرے رہیں جی ڈھونڈ رہا ہے پیر وہی فرصت رانڈ</p>
<p>خالص چیمین پیر بگر تخت تخت کو بیشے رہیں تصور جانان کو ہونے</p>	<p>خالص چیمین پیر بگر تخت تخت کو بیشے رہیں تصور جانان کو ہونے</p>	<p>درد زخمی تال سنگ تھان کے ستے کرتا ہوں شمع پیر بگر تخت تخت کو پیر وضع احتیاط سو کر کنو نگاہ کو پیر گرم نالہا ہے سر بار پے نقش پیر پیش جہاں دنگوہا ہو عشق پیر پر رہا ہے خامہ شرکان پتوں کی یا بعد گر ہوئی میں دل پیرہ پیر قریب دل پیر پروف کوئی علامت کو جاؤ ہے پیر شوق کر رہا ہو خریدار کی طلب دوڑی پیر پیر ایک گل دلا د پرخیاں پیر چاہتا ہوں نامہ دلدادہ کہو لٹا مانگے پیر کی کو لب پیام پر ہوس چاہتے ہیں پیر کی کو مقابل میں آرزو اک نو بہار ناز کو تاکے پیر لگا د پیر چھین کے کہ در پہ کیلے پرے رہیں جی ڈھونڈ رہا ہے پیر وہی فرصت رانڈ</p>
<p>رستہ طرز مستم کوئی آسمان کو ہونے رکھوں کچھ اپنی ہی شرکان جو نفاذ نہم کہ چور جو عس سر پادیا کو ہونے بلو جانان جو اد تیری اک چھا کو ہونے</p>	<p>نوا اید امن ہو پیر اد دوست جانکے ہے بلو جو شرکان یاد تیشہ خون ہے وہ زندہ ہم میں کہ میں ہوندا جو لقا بالا میں ہی میں مبتلا در آفت شک</p>	<p>درد زخمی تال سنگ تھان کے ستے کرتا ہوں شمع پیر بگر تخت تخت کو پیر وضع احتیاط سو کر کنو نگاہ کو پیر گرم نالہا ہے سر بار پے نقش پیر پیش جہاں دنگوہا ہو عشق پیر پر رہا ہے خامہ شرکان پتوں کی یا بعد گر ہوئی میں دل پیرہ پیر قریب دل پیر پروف کوئی علامت کو جاؤ ہے پیر شوق کر رہا ہو خریدار کی طلب دوڑی پیر پیر ایک گل دلا د پرخیاں پیر چاہتا ہوں نامہ دلدادہ کہو لٹا مانگے پیر کی کو لب پیام پر ہوس چاہتے ہیں پیر کی کو مقابل میں آرزو اک نو بہار ناز کو تاکے پیر لگا د پیر چھین کے کہ در پہ کیلے پرے رہیں جی ڈھونڈ رہا ہے پیر وہی فرصت رانڈ</p>

دیوان غالب

<p>ادوار خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا صلوات عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے</p>	<p>تمام ہو میں یہاں تک غزلین دیوان غالب کی اگر قصائد اور قطعات میں پایا</p>
<p>قصائد</p>	<p>قصائد</p>
<p>سایہ لادید باغ سوید اسے بہار ریزہ شیشہ می چہ پر تیغ کہسار تازہ ہے ریشہ نارنج صفت گشت کہ اس آغوش میں ممکن ہر دو عالم کا شوق راہ خوابیدہ ہو درختہ گل سے بیدار سر زلفت دو جہان اپنی گھر غبار قوت نامیہ او سکوی پیچہ پوری بیکار دام ہر کاغذ آتش زدہ طاف و سن فکار پہول جاک قہج بادہ یہ طاق گلزار گم کرے گوشہ بیخانیہ میں گرتو دستار سبز مثل خط نو خیز ہو محیط پر کار طوطی سبزہ کس نے پیدا افتخار چشم جبریل ہوئی غالب خشت یاور رشتہ فیض سے ازل ساز طاب معمار سداک اخترین نہ نو مزہ گو ہر بار ہم ریا صفت کو نیری جو صفا سے مستطہار</p>	<p>سازیدہ نہیں فیض چمن سے بیکار ستی یاوہا سے ہے بعرض سبزہ سبز چہ جام زہر کی طر عداغ پلنگ ستی اسے گل چمن طرب ہے حسرت کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق بلبل سنو ہے ہر فیض ہوا صوت ترکان یتیم کا گھر ہر سکتہ تاخیر تو بلند از ہلال کف ہر خاک نیکر دون شدہ قمری و زہر میکدہ میں ہوا اگر آرزو گل چینی موج گل ڈھونڈ تجلوتکدہ غنچہ باغ ہر گنج گرامی اندیشہ چمن کی تصویر لعل سے کی ہے پر مزہ مدحت شہا وہ شہنشاہ کہ جسکی پرتغیر سدا فلک العرش پیچہ خم و دش مزدور تری اولاد کے عکس ہر روز گزدون ہم عبادت کو نیری نقش سحر دہر نما</p>

سب سے پہلے یہ نکتہ سرا
رشتہ بہت صفا و صفا
وان کی خفاش کی حاصل جو بیکار
وہ ہر دو جہاں جہاں
خان محل غنچہ بہت بیکار
خشت نقش غم کی سوزنا
فدائیں گشت کی سید کام
سوز و حسرت کی سید کام
افشیں کوئی دامن غنچہ جہاں

غرض جہاں وہ ایسا ہے
مطلوع ثانی
فیض سے کس کی شمع شمع
دل پر وہ پیر اعلان پر طبل گلزار
شکل طاف و سن فکار
دوقین جہاں کی تیرے پہلو دیوار

<p>عند بن بن دن آنے کے سے آیا ہے عید کا بیگم اوسکو بولا بچا بچا صح صحا دے اور آؤ گے شام رب نے کیا کیا ہے جان بابا بہ ترار اور پرا اجاسم راز دل کے سب کوں چاہا ہے حکیم سب کا کیا کہیں خام جاننا ہوں کہ آج ونہ بین</p>	<p>نام نہائی کوئی تاجہ عرش نگین شعلہ شمع مگر شمع یہ باد ہے آئین رقم بندگی حضرت جبرئیل امین خاکینو کہ جو خدا نے دیئے جانل دین تیری تسلیم کو میں لوح و قلم دست جمیع کس سے ہو سکتی جو آدیش فردوس برین کہ سوائے کوئی اسکا خریدار نہیں ہر تیرے حوصلہ فضل پر بسکہ یقین کہ اجابت کہی ہر حرف پہ سو بار آمین کہ میں خون جگر سے میری آنکھیں نگین کہ جہانک چل اُس قلم اور جسو جمیع انگہ جلوہ پرست و نفس صدق گزین</p>	<p>جسم اطہر کو تیرے درخشاں شہر منیر کس کے ملک سے تیری مدح بغیر از واجب آستان پر ہے تیرے جو ہر آئینہ تنگ تیرے در کے لئے اسباب تثار آمادہ تیری مدحت کیلئے عین ناز جان کام و کس ہو سکتی یہ مداح مدوح خدا جسٹن یازار معاصی اسد اللہ اسد شوخ عرش مطالب ہیں گستاخ طلب دے دعا کو میرے رتبہ حسن قبول تم شیر سے ہو سینہ بھیا تنک لیر نر لیج کو الفت دلدل میں یہ سر گرمی سوتی دل الفت لب سینہ تو حیدہ فضا</p>
<p>ایک ہی امید گاہ آتام انہی نے مانا کہ تو ہے عقیقہ گوش غالب و کلام کہ سنیں کلام جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو تبت کیا ہے بطن استقام پہر تانیاں کو تو ہو تو ہو اسے ماہ قریب ہر روزہ بر جمیل و دام جگو کی بیاہ رو شعلہ کا جز بقرب تیرے عید ماہ صدام</p>	<p>صرف اعداد و شعلہ دود و دوزخ وقت احباب گل بنیں فردوس میں قصیدہ جگو تو جگ کی کر رہا ہے سلام یہی انداز اور یہی اندام نبدہ عاجز ہے گردش آیات آسمان نے بچھا رکھا تھا دام جنگد اسے نفاط عام عوام</p>	<p>ہاں یہ نو سین ہم ادس کا نام دودن آیا ہے تو نظر دم صبح یار سے دودن کہاں رہا غائب اڑ کے جانا کہاں کہ تارون کا مہر حیا اسے سرور خاص خواص</p>

<p>پیر نیا چاہتا ہے ماہ ستام ڈ جھگو کیا بانٹ دیگا الفام اور کے ہیں دین سے کیا کام گریختے ہے امید رحمت عام کیا نڈیگا مجھے سے کلفام کر چکی قطع تیری تیزی کام کوئی دشکونے و مجھ میں منتظر و بام اتنی صورت کا ایک بلور میں جام تو سن طبع چاہتا ہے رنگام</p>	<p>جانتا ہوں کہ اوسکے فیض سے تو ماہ بن ماہتاب بن میں کون میرا اپنا جہد املا ہے ہے مجھ کو آرزوئے بخشش خاص چونکہ بخشے گا تجھ کو فروغ جبکہ چودہ منازل فلکی ڈ تیرے پر تو سے ہوں فروغ پذیر دیکھتا میرے ہاتھ میں لبریز پھر غزل کی روشنی پہ چل نکلا</p>	<p>تو نہیں جانتا تو مجھ سے کس تمام شاہنشاہ بلند مقام مجھ کو چشم و دل بہادر شاہ مظہر و دل جلال والا احسام شہر و اطرقت الضافت تو بہا جسد بقا اسلام جس کا ہر جہل صورت انکار جس کا ہر قول منہ الام بنم میں میزان حق و جہم</p>
غزل		
<p>جھگو کسے کہا کہ ہو بدنام غم کو جب ہو گئی ہوسیت حرام کہ نہ سمجھیں وہ لذت دشنام جبر خستہ لی ہو جس گردن دام دل کس لینی میں جھگو تھا ابرام</p>	<p>نہ پر غم کر چکا ہے میرا کام مجھے ہے پیر کیون میں پتو جاؤں بوسہ کیسا ہی غنیمت ہے اوس قدح کا ہو درد مجھ کو نقد بوسہ دینے میں اونکو ہے انکار</p>	<p>ندم میں اوسکو و شرم و سام اسے تیرا لطف زندگی افزا اسے تیرا عہد و نغمی فرجام چشم بد و خستہ بوسہ شکوہ چشم اللہ عارفان کلام لوش اللہ عارفان کلام جان نثاروں میں قصیدہ جبر و خواروں میں شکر جام وارث ملک جانیے میں ناخن اسے چو و خستہ و ہرام</p>
چھپڑتا ہوں کہ اونکو غصہ آوے		
<p>اسے پری چہرہ پیک نیز خرام ہیں ماہ و مہر و مہرہ و ہیرام</p>	<p>کہہ چکا میں تو سب کچھ اب تو کہہ کون ہے جسکے در پہ تاجیہ سا</p>	<p>اسے چو و خستہ و ہرام</p>

دیوان غالب

زور بازو میں مانتے ہیں سب سے
مرحبا ہوشکافے نادک
بڑے بڑے تر غیر بد ف
عسد کا کر ہی ہے کیا دم بند
ترے فیل گران جسد کی صدا
فن صورت گری میں ترا اگر نر
اوسکی مضروب کی سیر و تن سے
جب ازل میں رقم پذیر ہوئے
اور ادن آوران میں یہ کلک قضا
لکھدیا شاہدوں کو عاشق کش
آسمان کو کہا گیا کہ کہیں پا
حکم ناطق لکھ گیا کہ لکھیں
آتش و آب و باد و خاک سے ملی
چہر رخشان کا نام خسرو روز
تری ترویج سلطنت کو بھی
کاتب حکم سے ہو جب حکم

گیو گو گو زور ویرن در خصام
آفسرین آبداری مصمصام
تبع کو ترے تیغ خصم نبام
ہرق کو دے رہا ہے کیا الزام
ترے رخس یک عنان کا خرام
گر نہ کہت ہو دست گاہ تمام
کیون نمایاں ہو صورت او غام
صفحہ ہائے لیلے و ایام پا
جھلک مست رچ ہوئے احکام
لکھدیا عاشقوں کو دشمن کام
گنبد تیز گردن خیل فام
خال کو دانہ اور زلف کو ادام
وضع سوزنم درم ہو تو زام پا
ماہ تابان کا اسم شمع نام
وے بدستور صورت ارقام
اس رقم کو دیا طرز و دام

خبر و اخبار
شب کو تیرا خواب
وہ ہی تھی اس کی سیال
محبوب رازناہ و خوش
سیر کو اکب کچھ
دینے میں دھوکا دینا
سطح گردن پر ہاتھ
مونیون کا جھڑپو سہلا
صحیح یا جانب مشرقی نظر

اک نگار آتشین رخسرم لکھلا
تقی نظر بندی کیا جب دیکھو
مادہ لگرتک کا سنا سنا لکھلا
لا کے ساقی سے نہ چھوٹی کے لکھلا
ارکھدیا ہے ایک جھام تر لکھلا
بزم سطلانے ہوئی اراستہ
کعبہ امن و امان کا در لکھلا
تاج زین مہربان سے لکھلا
خسرو افغان کے منہ پر لکھلا

پہ ازل سے روئے آغاز
ہوا بد تک رسائے احیام

قصہ

پہچند دروازہ خدا لکھلا
مصر عالم تاب کا منظر لکھلا

<p>راز ہستی او سپہ سرتاسر کہلا مقصود نہ چرخ و ہفت اختر کہلا عقدہ احکام تہمت ہے کہلا اوسکے سر سگونکاجیت کہلا وان لکھا ہے چہرہ فقیر کہلا بتان سو وہ غنیمت صحر کہلا تو کہو بت خانہ آفر کہلا منصب میر و ماہ و محور کہلا میری حدود سے سو یاہ کہلا کسے کہو لا کہلا کیوں کہلا تجسسے گر شاہ سخن گستر کہلا لوگ جانیں طبلہ غنیر کہلا</p>	<p>شاہ روشن دل پہلو شکوہ وہ کہ جسکی صورت نکوین مین وہ کہ جسکی ناخن تاویل سے پیلے دار اکا نکل آیا ہے روشن سوتکی جہان فہرست تو سن شہ مین ہر وہ خوبی کہ جہا نقش ہاکی صنوبرین وہ دلفریب تجسسے فیض تربیت سو شاہ کی لا کہ عقدہ دل میں ہے لیکن ہر ایک بتادل و ابستہ فضل ہے کلید یاغ معنی کی دکھاؤ لگا بہار ہوں جہان گرم غر بخوانی نغیر</p>	<p>نام سکا تا الیہ پیغام مرگ رو کی خط میر سے پہلی پر کہلا دیگو غالب کی گر او طہا کوئی پہر ہو اندرت طرازی کا خیال بیم ہو و خوشنود کا دشمن کہلا حاجت کیا کی طبع سے مدد یاد بان ہی او پستی ہی لنگر کہلا مع سے معنی سے دیکھ</p>
--	---	---

غزل

<p>کاش کے مہوتا نفس کا در کہلا یار کا دروازہ یا دین گر کہلا دوست کا ہر راز و دشمن کہلا زخم لیکن داغ سے بہتر کہلا کب کب سے غمزہ کی خنجر کہلا رہ روز میں پردہ پر کہلا آگ پہرے کیلئے اگر دم بہر کہلا</p>	<p>گنج مین پشمار ہوں یوں پر کہلا ہم نیکارین او کہلی یوں ہوا جھکو بھی اس راز واری پر چٹ راغی دل پر ہلا لگتا تھا داغ ہاتھ سو کہدی کب سے لوگمان مفت کا کسوٹرا سو پر قہ سوز دل کا کیا کہے یاران لک</p>	<p>بیان نضال کے قید و جہاں سہا سنا چنچ چکر کہا کہلا سہا سنا چنچ چکر کہا کہلا بادشاہ کا رایت لکھا کہلا بادشاہ کا نام لکھا ہے خطیب اس کاویا پسند کہلا سکھتے کا ہوا ہے رشتہ اس اس کاویا آبرو سے نہ کہلا</p>
---	--	--

دیوان غالب

<p>جان جان مولیٰ گریہ کیجئے سو کہن پاؤں کو دیکھو کیا جان جان دینے والا ہے کیا جان چہرہ دیوان جان کے ہے کیا جان</p>	<p>اب مال معنی اسکا در کھلا اب فریب طغریں و سحر کھلا و فزوح جہان و اور کھلا عجز اور اعجاز میں نیش لگ کھلا پتہ اسے خاقان نام آور کھلا</p>	<p>شاہ کے آگے دیر ہے آئینہ ملک کے وارث کو دیکھا خلق ہو سکی کیا مدح ہاں ایک نام ہی فلکیہ چھی پریشانیں نام تمام جانتا ہوں ہر خط و لوح ازلی</p>
<p>نظر خانہ ازلی میں کھلتے ریش گل پند کا ہے قوام شہر سے تار کا ہے شبہ نام</p>	<p>تم کرو صاحب قرآنی جب تک ہے طلسم روز و شب کا اور کھلا</p>	<p>در صفت اپنے</p>
<p>۶۳</p> <p>بیاں ناز و سحر کا ہے کیا جان سحر کے آئینہ میں کیا جان یا لگا کر خضر سے کیا جان مدد توں تک کیا ہے کیا جان تبت ہو ایسی تو کیا ہے کیا جان ہم کیا ہے کیا جان پہنچانے ناز و اور کیا جان سنگ تازہ سے کیا ہے کیا جان</p>	<p>کیوں نہ کہوں در خیز تہ راز شاخ گل کا ہے گل نشان ہونا نکتہ ہائے خرد و ذرا ہے کیا خامہ نخل رطب نشان ہو جاں شمع و شمع گوئی رچرگان ہے آئے یہ کوئی اور یہ میدان ہے پہوڑا ہے جیسے چھوڑی تاکہ بادۂ تاب بگیا ہے انگور شرم سے یانی یا نی ہو تاکہ آم کے آگے نیشکر کیا ہے جب خضران آدھے تب ہو تو کیا جان شہرین میں یہ شمس کمران</p>	<p>ہاں دل در دہند نہ فرما سزا خامہ کا صفحہ پر روان ہوتا جیسے کیا پوچھتا ہے کیا لکھتے بارے آمون کا کچھ بیان ہو جائے آم کا کون مرد میدان ہے ناک کی جی میں کیوں رہا ران آم کی آگے پیش جاوے خاک بچل جب کسی طرح مقدور بھر ہی تا چارچی کا کہو تاکہ جیسے پوچھو تمہیں خبر کیا ہے یہ گل ادھمیں نہ نخل و برگے بار اور دوڑا ہے نبیا مس کمران</p>

دیوان غالب

نیک ہوتی میری حالت تیرا تکلیف
جمع ہوتی میری خاطر تو نکرتا تجھیں

قصبہ کون و مکان خستہ نواز یلین دیر
کعبہ امین و امان عقدہ کشا ہمیشہ متعلیل

ایضاً

گئے وہ دن کہ نازانستہ غیر رنگی فادری
کیا کرتی تھی تم تفریق ہم تماموں سے تہی

بس اب بگڑی یہ کیا شرمندگی جاسے دولیڈ
قسم تو جسو گریہ ہی کہیں کیوں نہ کہتو تہی

کلکتہ کا چوڑا کر کیا تو نے ہمشین
وہ سبزہ زار ہائے مطرا کہ ہر غضب
طوفان رہا وہ اونکا اشارہ کہ ہاڈی

وہ میوہ ہائے نازہ شیریں کہ واہ واہ
وہ بادہ ہائے تاب گوارہ کہ ہاڈی ہاڈی

درجہ دلی

ہے جو صفا کی کھڑت پہ چکھی ڈال
خامہ گشت بدندان کہ اس کی کہنے
میر مکتوب عزیزان گرا کہنے
مسی آلودہ مرگشت جیستہ ان کہنے
خاتم دست سلیمان کی مشابہ کہنے
انتر سوختہ قیس سے نسبت دیکھنے
زیب و شام اسو حقد را چھا کہنے
ناطقہ سر گریہ کہ اسے کیا کہنے
حریر یازدنی شکر فغان خود آرا کہنے
داع طرف جگر عاشق شہد کہنے
سربستان بریزاد سے مانا کہنے
خال شکنین رخ و گلش یلا کہنے

چراں سود و یار جبرم کہنے
نماز آموختہ سیان ختن کا کہنے
وضع بین او سدا گرا کہنے
وہ میں شرف و تہذیب کا کہنے
صوفی تان اس شہر کے کہنے
سیکھ سہمین اس وقت کہنے
کیون اس درجہ جنت کا کہنے
کیون اس نقطہ جبر کا کہنے
کیون اسے گویا ناب تصور کہنے

۶۵

کیون اسے دوک دیدہ عتقا کہنے
کیون اسے شکم مہین یسلا کہنے
کیون اسے نقش پے نازہ سلا کہنے
نیزہ پرہیز کف و شکوہ کہنے
اور اس جگہ پیاری کو سید کہنے

قطرہ

نیزہ کی اس جھفت چھوڑ دلائے
چرخ و چرخ پیہ میں کی روشنی رونی

<p>نہایت گہرے کیون لکھتے تھے غلام سے یا ہر جو کہانے حضرت آدم یہ پیش روئی</p>		<p>خانی کا ہو مہاجر کی بیگم ہر دست نہایت اک گہرے کیون لکھتے تھے غلام سے یا ہر</p>
<p>بیان مصنف</p>		
<p>ایسا بیان حسن طبیعت نہیں ہو سکتا کچھ شاعری ذریعہ عزت نہیں ہو سکتی ہرگز کہیں کسی سے عداوت نہیں ہو سکتی مانا کہ چاہے منصب ثروت نہیں ہو سکتی یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں ہو سکتی سم گندہ اور گواہ کی حاجت نہیں ہو سکتی خیر انبساط خاطر حضرت نہیں ہو سکتی دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہیں ہو سکتی مقصود داد سے قطع محبت نہیں ہو سکتی سودا نہیں جنون نہیں دشت نہیں ہو سکتی ہے شک کی جگہ کہ شکایت نہیں ہو سکتی</p>	<p>منظور ہے گذارش احوال و اشقی سوچتے ہو پشیمانی سپر گریب آزاد ہو ہو ہو اور اس ملک سے کھل ایسا کہ ہے یہ شرف کہ صفر کا غلام ہوں اوستا دشت سے ہو جو رخاش کا خیال لہذا جو جان پر شہنشاہ کا ضمیر میں کون اور تختہ ہان اس سے دعا سہرا لکھا گیا زہر امتثال امر مقطع ہوں آبِ حرم سے سخن گسار نہ بات روئے سخن کی طرف ہو تو رد سیاہ قسمت بڑی سہی طبیعت بڑی نہیں</p>	<p>یہ دعائیں ترور و ترس و ترس و ترس ہو سکتا ہے مگر قاضی حاجات ہو سکتا ہے گوشت و خضر کی ہی غلو ملازمت ہو سکتا ہے اسیہ لڑتے تھے نکلان ریویا کا زہار غالب کی نشین تھی اور ادا تہ لب مشترکات</p>
<p>صادق ہوں اپنے قول میں غالب گواہ کہتا ہوں سچ کہ جوٹ کی عادت نہیں ہو سکتی</p>		
<p>مدح</p>		
<p>دیکھتے تھے اتنی ارادت ہو تو کیا تھے ہے روشن نیرم مدد و ہر نرمی ذات سو ہے خیر کیا خود چہ نظر میری اوقات ہے نہایت اک گہرے کیون لکھتے تھے غلام سے یا ہر</p>	<p>فصرت الملک بہادر مجھ تک کہ نہجے گرچہ تو وہ ہو کہ ہنگامہ اگر گرم کرے اور میں وہ ہوں کہ گر جیہ میں کسی غزل خشکی کا ہو پہل جسکو سبب سردست</p>	<p>بے جا شہنشاہ خدایہ حضرت جلوت کہ میں نے میں نے میں نے میں نے میں نے جو از جا ہر ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے ہے نہایت اک گہرے کیون لکھتے تھے غلام سے یا ہر غالب کی نشین تھی اور ادا تہ لب مشترکات</p>

دیوان غالب

<p>یوں سمجھو کہ سچ سے غالی کئے ہوئے لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور ہشتا چاند</p>	
<p>در مدح شاہ</p>	
<p>اسے شاہ چاکیر جہان بخش چاند یہ عقدہ دشوار کہ کوشش سے منہ ہوا محکم ہے کہ حضرت سکندر سے بڑا ذکر آصف کو سیلانی کی وزارت سے شرف ہوا ہے نقش مریدی تیرا فرمان الہی تو آپ سے کہ سب کرے طاعت میلان دہ ہونڈ ہے نہ علی مہوڈ دیا منار دانی ہے گرجہ چمکتے سرائی میں نوقل کیونکر نہ کروں مدح کو میں خمد معاہر نور ہے آج اور وہ دن کہ ہوئے میں</p>	<p>ہے بے شک ہر دم تجھ کو صد گونہ بشارت تو داکہ سے اس عقدہ کو سہی بشارت کر لب کو ذرا سے چشمہ جہان سے طہارت ہے خورشید ان جو کہ ہے ترے ذرات ہے داغ غلامی تیرا تو فیع امارت تو آگ سو گھر دوزخ کرے تاب شرارت باقی ہے آتش سوزان میں طہارت ہے گرجہ چمکتے سرائی میں بھارت نام ہے شنگار میں بندو میری عبادت انصار کی صنعت حق باطل بھارت</p>
<p>۶۷</p>	
<p>یوں تو دیکھتے نظر میں ات خود کہ گریں کو میں کہوں غاسک خاند ہوں لیکن ایڑی جھیں کہ ہوں بادشہ کا غلام کار گزار خانہ زاد اور مرید اور مداح ہے عیشہ سے یہ عریفہ نگار بارہا زکری ہو گیا مد شکر بہشتیں پانچویں شمس چاند</p>	<p>تجھ کو شرف ہر جہاں تاب مبارک غالب کو ترغیب عالی کی زیارت افطار رسوم کی کچھ اگر دستگاہ ابو جس پاس رزہ کہوں کہ کمانیکو کچھ نہ ہو اگر ایشیہ صنعت محصور شاہ</p>

قطعات

یہ عالم ہوں لازم ہے مر نام نہ
جہاں میں جو کوئی فتنہ ظفر کا پیک
ہو نہ غلبہ میر کی کسی پستی
کہ جو شریک ہو اسے شریک غالب ہے

قطعه ۲

سہل تھا سہل دہیہ کن شکر آہ
۶۸
جھپکی گزری گئی رزق حاضر
تین سہل تین تین تین دن تین
قطعه سہ تاریخ

خجندہ خجندہ طوے نرا جعفر
دیکھو دیکھو سوسکا ہے جی محفوظ
پتے جو پسی جی خجندہ ساجد
پہرے ہو پادہ سال کی یہ محفوظ

نکون آپ سے تو کس سے کہون
پریر شد اگرچہ مجھ کو نہیں
کچھ تو چارے میں چاہیے آخر
کیون درکار ہو چھو پو سشش
کچھ خرید نہیں ہے ابکی سال
رات کو آگ اور دن کو دھوپ
آگ تاپے جہاں تلک انسان
دھوپ کی تابش آگ کی گرمی
میری تنخواہ جو مقرر ہے
رسم ہے مردہ کی چہ ماہی ایک
مجھ کو دیکھو تو ہوں یقید حیات
بسکہ لیتا ہوں ہر چہ قرض
میری تنخواہ میں ہوتا ٹیکا
آج جہاں نہیں زمانہ میں
رزم کی داستان گر سنئے پڑا
نیرم کی التزام گر کبھی پڑا
ظلم ہے گزند و سخن کی داد
آب کا بندہ اور پیر و ننگا
میری تنخواہ دیکھنی ماہ بے ماہ
ختم کرتا ہوں اس دعا پہ کلام پڑا
تم سلامت رہو ہزار برس

دعا ہے مزدوری الا اظہار
ذوق آرائش سرود ستار
ناتکے پاؤں مہریر آزار
جسم رکنا ہوں ہے اگرچہ نرا
کچھ نہایا نہیں ہے اب کی بار
یہاں میں جائیں ایسے نیل ہند
دھوپ کہاوتے کہا تلک جاندار
وقتار بن عذاب الہی
اسکے ملنے کا ہے عجب ہنجار
خلق کا ہے اسی جن پہ مستدار
اور چہ ماہی سالمین دو بار
اور رہتی ہے سود کی تکرار
ہو گیا ہے شریک سا ہو کار
شاخ و پھول کوئی خوش گشتار
ہے زبان میری تیغ جو ہر دار
ہے قلم میرے ابر کو ہر بار
قلم ہے گزرتا نہ مجھ کو ہر بار
آب کا نوکر اور کہا دن اودھا
ناتکے ہو مجھ کو زندگی دشوار
شاعری سے نہیں تجھی سروکار
ہر برس کے ہوں دن بچا ہزار

قطعہ ہم تاریخ دیگر

ہوئی جب مرزا جعفر کی شادی ہو انہیں طرف میں رقص نا امید
کہا غالب سے تاریخ اس کی کیا ہے تو لولا انشراح جن جن جمشید

قطعہ ۵

گو ایک بادشاہ کی سچانہ زاد میں دربار دار لوگ ہم آشنا نہیں
کا نو تہ ہاتھ دیر زمین کر تو ہو سلام اس سے ہر مراد کہ ہم آشنا نہیں

رباعیات

بعد ازاں تمام بیڑم عید اطفال آیام جوانی رہے سائر کشاں
آپو پنے میں تاسوا د اقلیم عدم اسے عمر گذشتہ یک قدم استقبال

ایضاً

شب رلف درخ عرق قشاک کا غم تھا کیا شرح کردن کہ طرف تر عاں ہوا
رویائیں ہزار آنکہہ سو صبح تلک ہر قطرہ اشک دیدہ پر غم بہت

ایضاً

اقتبازی ہر جسے شغل اطفال ہے سوز جگر کا بھی اسطو رکا حیاں
تہا سو جد عشق بھی قیامت کوئی لڑکوں کے لہو گیا ہے کیا کہیں نکال

ایضاً

دل تہا کہ جو جان در تہا ہے
تہا کی رنگ و صورت دیدہ ہے
ہر اور اندرون اسے چلی آفتاب
ہر اور زمین تو خندیدہ ہے
ایضاً
ہے جن مدد فاش دشن کے لئے
جنت کہ فدا فاش دشن کے لئے
نغمہ ہر بار صوت کاغذ باد

پہلے میں وہ معاش دشن کے لئے
ایضاً
ان میں تہا ہو گیا ہے کہ گویا
اس سے گدہ مند ہو گیا ہے گویا
پیار کے آگے ہون سکے ہی نہیں
غالب منہ بند ہو گیا ہے گویا

<p>دیکھ جی کے بند ہو گیا ہے غالب دل رنگ کرک کر بند ہو گیا ہے غالب</p>	<p>دیکھ جی کے بند ہو گیا ہے غالب دل رنگ کرک کر بند ہو گیا ہے غالب</p>	<p>ایضاً</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>	
<p>منگل ہے زبیر کلام میرا ہے دل سُن گئے اوسے سمنور ان کامل</p>	<p>منگل ہے زبیر کلام میرا ہے دل سُن گئے اوسے سمنور ان کامل</p>	<p>ایضاً</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>	
<p>پت لطف و عنایات شہنشاہ پتال ہے دولت و دین و دانش داد کی دال</p>	<p>پت لطف و عنایات شہنشاہ پتال ہے دولت و دین و دانش داد کی دال</p>	<p>ایضاً</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>	
<p>آثار جلالی و جبلی باہم ہے ایک شہنشاہ و دیوالی باہم</p>	<p>آثار جلالی و جبلی باہم ہے ایک شہنشاہ و دیوالی باہم</p>	<p>ایضاً</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>	
<p>حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے یہ وہ جو گنی ہے رشتہ عمر من گناہ</p>	<p>حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے یہ وہ جو گنی ہے رشتہ عمر من گناہ</p>	<p>ایضاً</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>	
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>

دیوان غالب

روزہ میرا ایمان ہے غالب لیکن جتنی نیرت آب کہاں سر لاؤں

ایضاً

ان سہم کے بچو کو کوئی کیا جاسے
گن کر دیویش کے ہم دعائیں سو بار
یہ بھی ہیں جو ارغوان شدہ والاسے
فیروزہ کی تہیج کے یہ داسے

الطبع

خدا کا شکریہ کہ زندہ لڑن دیوان اردو و حریت
غالب دہلوی مطبع المجلد فی ہستام
نور بخش بازار سیب اگرہ

غزل سمت عشق مولوی شامس دہلوی

بس یہ کیا امر کہ بیان توجہ کئی شقی باد
اب چلو سکی اس قصہ بہ پانچوں میں مل کا نام
بہن عجلت سناں سناں سناں بکلاں
شہنشاہ پارسی جو اوسے میں سوہو جاتا

چلو تا میرا نصیر بسیار ارجی
ملو تا میرا منظر بسیار ارجی

در عشق ہم تباہ ہم معاد ہنڈہ کان رکھا
چی بڑی کسی یا مہر کسی انکھن فقہا چن چن

بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ دیوان غالب دہلوی کا ہے
جس میں ان کے منتخب شعر
مجموع ہیں جو ان کے
مختلف زمانوں میں
لکھے گئے ہیں
اس کتاب میں
غالب دہلوی کے
کئی شعر
مجموع ہیں
جو ان کے
مختلف زمانوں میں
لکھے گئے ہیں
اس کتاب میں
غالب دہلوی کے
کئی شعر
مجموع ہیں
جو ان کے
مختلف زمانوں میں
لکھے گئے ہیں

یاد توئی یوں ہاں تہین پر و گئی
میں ورام دیو استا بخ
پیشانی سونہر توں ہوئی تادی میری و ہر گاہ
اسے شہر خدا اب کوئی فرما دے خفا نہ گاہ
دیکھتا عین اسوج سیاہی گئی گنن تائیک شہی
طرح خفا بر جان ملا شہر خدا اللہ داد

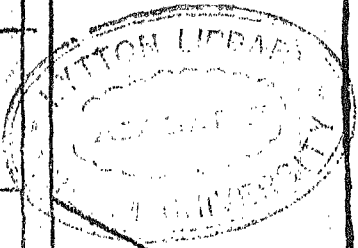
اسے

تہذیب

پایہ پیمائش آنحضرت خدا پیشگان
خالق کون و مکان کہ دیوان آورد
شاعر پیشانی سربلایا گمان خوار زمان
میان اسد آفت خان معروف

۷۲

بہترین آواز متخلص غالب
در مطبوعہ مطبعہ ملی و قریب بازار
بہرہ بانجام شرح
کے چھپنے تاریخ پوز



سیان سے میری خیر نہ لینی جی	میری اور میں ڈوبی ناؤ طوفان بل
ای بار خدائے سید بر آنا وصل شوق و نمان	از عرق امن کردی تو قرار از جو شراب
اب پانگہا سو ہی ججو ای بھر کر دم ویر	و دہشت و بخت پار لگی میرا و دسمند زہا
سیان سے میری خیر نہ لینی جی	میری اور میں ڈوبی ناؤ
اعلیٰ از ہمتا شکل کشا از بحر سوم اہل	خود مالک ملک و تھا اسے شہر تر از اظہار
حیرت حیران کیا گہرا ہی رہا جلدی	چوہہ چوہہ آب گہرا گہرا گہرا گہرا
کرد تا چھپے جی کتارہ جی	سوتامیرا جی مادی سیدار
دریا چھار چھار چھار چھار چھار	سچ چنا چھار چھار گہرا گہرا گہرا
حسین کا قصہ لکھو ایہ اک دل جہان بنے	دو جلد خیر خیر میری اور شاہ و خیر
علی جی سے میری پیشہ شای	علی جی سے میری جان بکاش
غواص ہی بگرفت گہرا لیس لہ ادا نا	بہنچ و غنیمت دریا و آفتا گہرا گہرا
بن تیرہ دریا صابر ملو ایہ بکشا دقت	و چھوڑ گہرا گہرا گہرا گہرا گہرا
موتی مل بن جوں کہ اسد گار شاخہ برین کا	دریا قنات میں جو قنات کے جو گہرا ایک سب مل
سیان کی بہترین شگن منانی جی	اجی میری جاگی بہن بہاگ
ارباب فنا صبیحہ اظہار کہ اسد خدا	ابن ہفت طہیق نزد یکا دوزخ و گہرا گہرا
طنے کی پہلی چٹ مہین ہو سچ شین میر	اسن یا لیکہ شاہ میر میں موج دلا دلا
چیت لگی دہ یا ملا شہ ہون کا شہ بہاگ	دہ ہونڈا ہونڈا ہو ہی ای ہو دیار گاہ
تن ایک بہاگ ایک بہاگ کیا فرق را کوئی دگر	سب بہول گئی میں پہلے بہت بہت بہت
اجی میرے جاگے بہن بہاگ	
سیان کی بہن تو گن منانی جی	۱۱۶۲۵
تمام شد	

